اِصلاحِ عقائد اِصلاحِ اعمال اِصلاحِ مُعاملات اِصلاحِ نظام کی خاطر اہلِ سُنّت وجماعت کا ترجمان

ماہنامہ
فکرِ مستقیم لاہور

شمارہ نمبر: 2 شعبان المعظم 1446ھ/ فروری 2025ء جلد نمبر: 12

دفاعِ سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ سے غفلت کیوں؟

ختمِ بخاری شریف اور اسکی برکات

- سُود کی حُرمت اور حکومت کی ذمّہ داری
- کنز العلماء کے الفاظِ معترضہ کی حق پر مبنی تشریح
- اہلِ سُنّت کی طرف منسوب چشتی رسول اللہ والے کلمے کی حقیقت
- سوشل میڈیا اور علماء و مشائخ کی ذمّہ داریاں
- مومن اور اسکے صدقہ کی طاقت
- عہدِ طالبِ علمی اور فرائضِ منصبی
- اسلام کے ماں پر احسانات

کنز العلماء مفکرِ اسلام ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی حفظہ اللہ تعالیٰ

Dr. Muhammad Ashraf Asif Jalali
Managed by Tawheed TV

منابعِ فکر

عُنوان
مجددِ دین و ملت امامِ علم و حکمت
حضرت امام
احمد رضا خان قادری قدس سرہ العزیز
محدث بریلوی

بُرہان
خوشبوئے مجدد الف ثانی شیرِ ربانی
حضرت
میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ
شرقپور شریف

فیضان
محدثِ اعظم پاکستان، امام اہلسنت
حضرت، علامہ مولانا
ابو الفضل
محمد سردار احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ
گلستان محدثِ اعظم فیصل آباد

وِجدان
خواجہ خواجگان آفتاب ولایت
حضرت
پیر سیّد نور الحسن شاہ بخاری قدس سرہ العزیز
سجادہ نشین آستانہ عالیہ کیلیانوالہ شریف

رُوحِ رواں
شیخ المحدثین امام العصر حضرت علامہ
پیر سیّد
محمد جلال الدین شاہ نقشبندی قادری
فاضل بریلی شریف
رحمہ اللہ تعالیٰ
بانی و سابق شیخ الحدیث
جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین

اِرشاد
ارشاد
قائدِ اہلسنت، امامِ عزیمت، حضرت
علامہ
شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ
بانی ورلڈ اسلامک مشن
سابق صدر جمعیت علماء پاکستان

دِرایت
درایت
امام المدرسین استاذ الکل حضرت
علامہ
عطا محمد بندیالوی چشتی گولڑوی
رحمہ اللہ تعالیٰ
ڈھوک خیر آباد خوشاب
سابق شیخ الجامعہ جامعہ محمدیہ نوریہ بھکھی شریف

فراست
غزالئ زماں رازی دوراں شیخ الحدیث
حضرت، علامہ
پیر سیّد
محمد احمد سعید شاہ کاظمی رحمہ اللہ تعالیٰ
بانی جامعہ انوار العلوم ملتان شریف

رِیاست
پیر طریقت حضرت اقدس حضرت، علامہ پیر
سیّد
محمد مظہر قیوم مشہدی صاحب
رحمۃ اللہ علیہ
سجادہ نشین اول آستانہ عالیہ بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین

اِجازت
استاذ العرب والعجم، بحر العلوم مفسر قرآن
حضرت
شیخ عبد الکریم محمد المدرس البغدادی
رحمہ اللہ تعالیٰ
مفتی اعظم عراق
و سابق شیخ الجامعہ
جامعہ قادریہ دربار حضور غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ
باب الشیخ بغداد شریف

روایت
استاذ الاساتذہ برکۃ العصر حضرت علامہ
مولانا
محمد نواز کیلانی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ
فاضل بریلی شریف
سابق شیخ الجامعہ جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف
بانی جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ

اِصلاح عقائد اِصلاح اعمال، اِصلاح مُعاملات اور اِصلاح نظام کی خاطر اہلِ سُنّت وجماعت کا ترجمان

ماہنامہ

فکرِ مستقیم

لاہور

شمارہ نمبر 02 | شعبان المعظم 1446ھ / فروری 2025ء | جلد نمبر 12

بیاد و فیضان نظر

شیخ المحدثین، امام العصر، حضرت علامہ

پیر سید محمد جلال الدین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ

قادری نقشبندی، فاضل بریلی شریف

بانی و سابق شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین

ایصال ثواب

شاہ کارِ جلالیت مناظر کبیر

مفتی محمد عابد جلالی صاحب رحمہ اللہ

مدیر اعلیٰ

چیئرمین تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی حفظہ اللہ تعالیٰ

سربراہ تحریک لبیک یا رسول اللہ ﷺ، تحریک صراط مستقیم

مدیر مسئول: مفتی محمد صمصام مجددی

نائب مدیر: مولانا محمد رضاء المصطفیٰ رازی

مینجنگ ڈائریکٹر: علامہ مفتی محمد صدیق مصحفی جلالی صاحب، علامہ ڈاکٹر محمد شاہد عمران جلالی صاحب

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر محمد فیاض قادری

مولانا ڈاکٹر محمد زاہد محمود قادری

مولانا ڈاکٹر محمد اظہر اللہ جلالی

مولانا ڈاکٹر محمد عدیل مجید جلالی

مولانا محمد طیب جلالی صاحب

علامہ محمد عمران رضا جلالی

مجلسِ مشاورت

خیبر پختونخواہ
- علامہ سید ظفر علی شاہ بنوری صاحب
- علامہ مفتی محمد شفیع اللہ جلالی صاحب

بلوچستان
- پیر سید بہادر شاہ جیلانی صاحب
- مولانا مفتی محمد عبد الرازق حبیبی صاحب

سندھ
- علامہ مفتی محمد بشیر القادری صاحب
- علامہ محمد عثمان اختر جلالی صاحب

پنجاب
- علامہ قاری فرمان علی حیدری صاحب
- علامہ مفتی محمد ادریس جلالی صاحب

آزاد کشمیر
- پروفیسر محمد ضیاء المصطفیٰ منور جلالی صاحب
- صاحبزادہ محمد اعجاز احمد مصطفوی صاحب

مجلسِ منتظمہ

مولانا محمد محسن گیلانی،

مولانا نور محمد ثانی

مولانا ساجد اقبال جلالی

مولانا محمد ابراہیم جلالی

مراسلت و ترسیل کا پتہ

مرکز صراط مستقیم، جلالی سٹریٹ

فیز III، تاج باغ لاہور

0303-4454536

0302-5850389

0301-4743845

0321-1880888

E-Mail:

fikremustaqeem@gmail.com

abdulkariem6@gmail.com

مقام اشاعت و ملنے کا پتہ: صراط مستقیم پبلیکیشنز 6-5 مرکز اویس دربار مارکیٹ لاہور۔ 04237115771

قیمت فی شمارہ: 70 روپے

سالانہ: 1500 روپے بمع ڈاک خرچ

YOU TUBE Dr Muhammad Ashraf Asif Jalali

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آئینہ فکر مستقیم

نمبر شمار	نشان منزل	شرکائے سفر	منزلیں	صفحہ نمبر
1	اداریہ	مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب	دفاع سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے غفلت کیوں؟	3
2	خوشبوئے قرآن	مولانا سید محمد ابوبکر عمار شاہ جلالی صاحب	سود کی حرمت اور حکومت کی ذمہ داری	8
3	خوشبوئے حدیث	مولانا مفتی محمد صمصام مجددی جلالی صاحب	عہد طالب علمی اور فرائض منصبی	10
4	کاروان حقیقت	مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب	ختم بخاری شریف اور اس کی برکات	13
5	کاروان حق	مولانا ڈاکٹر محمد رضاء المصطفیٰ قادری صاحب	سوشل میڈیا اور علماء و مشائخ کی ذمہ داریاں	23
6	کاروان عشق	مولانا مفتی محمد عمران رضا جلالی صاحب	مومن اور اس کے صدقہ کی طاقت	26
7	کاروان محبت	مولانا مفتی محمد ارسلان مدنی رضوی صاحب	کنز العلماء کے الفاظ معترضہ کی حق پر مبنی تشریح	30
	کاروان عقیدت	ام الشفاء بنت اختر جلالیہ	اسلام کے ماں پر احسانات	33
	کاروان تحقیق	شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد زاہد محمود نعمانی قادری جلالی صاحب	اہل سنت کی طرف منسوب ''چشتی رسول اللہ'' والے کلمہ کی حقیقت	37
	کاروان فضیلت	مولانا مفتی محمد اکمل قادری جلالی	ماہ شعبان المعظم کے فضائل و مسائل	39

اداریہ

دفاعِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غفلت کیوں؟

مُدیرِ اعلیٰ کے قلم سے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسول الکریم

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا فصل، افضل البشر بعد الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امام الصحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، اُمت کے اوفیٰ و اتقیٰ و اعدل ہیں۔ جماعتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام اُمتوں سے افضل ہے۔ تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین عادل اور جنتی ہیں۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہدایت کے ستارے اور اُمت کے رہبر و رہنماء ہیں۔ جماعتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں وہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی شامل ہیں، جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار ہوا۔ اس تمام جماعتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سربراہ، امام اور خلیفہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے احسانات تمام اُمت پر ہیں۔

جمع قرآن، حفاظتِ قرآن، حفاظتِ دینِ اسلام اور حفاظتِ نظامِ اسلام میں آپ کا اولین اور سب سے کلیدی کردار ہے۔ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض و برکات سے تابعین سے لے کر قیامت تک کی اُمت مسلمہ کے سینوں کو سیراب کرنے والی ذات، آپ کی ذاتِ گرامی ہے۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ابو بکر بن عیاش کہتے ہیں: میں نے ابو حفص سے سنا کہ کہتا تھا: بعد از پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہیں، کیونکہ اس نے مقابلۂ مرتدین میں نبی کا سا کام کیا ہے۔"

(تصفیہ ما بین سنی وشیعہ، فصل: جھوٹے مدعیان نبوت اور فتنۂ ارتداد، صفحہ: 19، پاکستان انٹرنیشنل پرنٹر)

آپ نے اسلام کے قیامت تک تحفظ کے لیے مرتدین، منکرین زکوٰۃ، جھوٹے مدعیانِ نبوت اور دشمنانِ اسلام کی جو کمر توڑی، اُن کی نسلیں آج بھی وہ زخم چاٹ رہی ہیں اور کسی نہ کسی طرح اپنے بغض کا اظہار کرتی رہتی ہیں۔ ان میں سے بعض نے محبت اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آڑ بنا کر مسلمانوں کے اندر اپنی جگہ بنائی اور آج محسنین اسلام کے خلاف اُن کے بغض کے شعلے بلند ہو رہے ہیں۔ وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نہایت کمینے اور غلیظ دشمنوں ابو جہل، ابولہب وغیرہ پر تو تبراء کرتے نظر نہیں آتے لیکن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولین وفاداروں، جانثاروں اور آپ کے دین اور ناموس کے پہریداروں پر اپنی ہر مجلس میں معاذ اللہ تبراء کرتے ہیں۔

آج جب حالات گھمبیر بن چکے ہیں تو ہمیں بحیثیت مسلمان سوچنا ہے کہ ہم پر کیا فرض عائد ہوتا ہے؟ یاد رکھیے! آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کا معاملہ ہو یا اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و مرتبہ کے دفاع کا مسئلہ ہو، ہماری رگِ غیرت کے جوش مارنے کا اولین سبب نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر ہے کہ یہ ہستیاں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت ہیں، اور یہ ہستیاں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ یہ ایسا تعلق ہے کہ اس سے بڑا کوئی تعلق نہیں۔ ہم اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت پر پہرا دینے میں اس بات کا انتظار نہیں کرتے

ہیں کہ اُن کی اولادوں پر زیادہ حق ہے، وہ خود پہرا دیں۔ بلکہ ہم وہ اُمت ہیں کہ اگر اپنے رسول اللہ ﷺ کی معاذ اللہ توہین ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ تو نسبتِ رسول ﷺ کی حامل اتنی بلند و بالا ہستیوں آل واصحابِ رسول ﷺ کی توہین بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

امام الصحابہ و اہل البیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب فدک کے مسئلہ پر معاذ اللہ ظالم اور غاصب کہا جا رہا ہو تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم دفاع کریں اور دفاع بھی یوں کریں کہ صدیقۂ کبریٰ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مقام و مرتبہ پر بھی کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ فیصلۂ فدک میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دفاع بہت ضروری ہے کیونکہ روافض آپ رضی اللہ عنہ کی عدالت پر حملہ کر کے آپ کی خلافت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں کہ جو غاصب ہو وہ عادل نہیں، اور جو عادل نہ ہو، وہ خلیفہ کیسے بن سکتا ہے؟ یہ کم ظرف لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور خاندانِ نبوت ﷺ کے تمام افراد سمیت تمام صحابہ علیہم الرضوان پر الزام لگا رہے ہیں کہ معاذ اللہ تمام نے ایک نااہل شخص کو خلیفۃ الرسول ﷺ بلافصل مان لیا۔

روافض کی طرف سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جھوٹے الزامات کی روزانہ کی بوچھاڑ اور ہماری طرف سے اجتماعی طور پر خاموشی کے بڑے بھیانک نتائج سامنے آرہے ہیں۔ ہماری مساجد کے منبروں سے اور ہمارے جلسوں کے سٹیجوں سے سالہا سال تک مسئلہ فدک کے لحاظ سے دفاعِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر الا ماشاء اللہ کوئی آواز بلند نہیں ہوتی اور نسل نو مخالفین کا جو پروپیگنڈا سنتی جارہی ہے اسی کے مطابق ان کے ذہن بھی معاذ اللہ آلودہ ہوتے جارہے ہیں۔

ہمارے کچھ مہربان کہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو بیان کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ یہ کوئی ضروریاتِ دین میں سے ہے؟ کوئی کہتا ہے اُدھر یہودی اتنا ظلم کر رہے ہیں اِدھر تم یہ مسائل چھیڑے بیٹھے ہو۔ کوئی کہتا ہے کہ تمہیں یہ ترازو کس نے پکڑایا ہے کہ تم یہ فیصلے کرو؟ حالانکہ فدک کا فیصلہ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق کیا۔ اور کوئی دفاعِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انتشار اور افتراق سے تعبیر کر رہا ہے۔ اصل میں یہ سارے شاخسانے ہمارے گرد و پیش میں رفض کے سرایت کر جانے کے ہیں۔ اس طرح لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔ ہمیں تو اپنے آقا ﷺ کی طرف سے لگائی ہوئی ڈیوٹی کو نبھانا ہے اور تمام ماحول کو بیدار کرنا ہے۔ کیونکہ ادھر سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر حملے ہوتے رہیں اور ہم لمبی تان کے سوئے رہیں تو اس پر بڑی شدید وعید ہے۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: إِذَا ظَهَرَتْ أُمَّتِي الْبِدَعُ وَشُتِمَ أَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ، فَإِنَّ كَاتِمَ الْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ كَكَاتِمِ مَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ. (کتاب الشریعہ، باب ذکر اللعنۃ علی من سب اصحاب رسول اللہ ﷺ، حدیث نمبر: 1987، صفحہ: 685، دار ابن حزم)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب میری امت میں بدعقیدگی ظاہر ہو جائے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ بے شک اس زمانے میں علم کو چھپانے والا ایسے ہی (مجرم) ہے جیسے میرے اوپر نازل ہونے والے قرآن کو چھپانے والا ہے۔

نیز یہ بھی فرمانِ رسول ﷺ ہے: عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول اللہ ﷺ: إِذَا حَدَثَ فِي أُمَّتِي الْبِدَعُ وَشُتِمَ أَصْحَابِي فَلْيُظْهِرِ الْعَالِمُ عِلْمَهُ، فَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ مِنْهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ.

(کتاب الشریعہ، باب عقوبۃ الامام والامیر لاھل الھواء، حدیث نمبر:2075، صفحہ: 704، دار ابن حزم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: جب میری امت میں بدعقیدگی ظاہر ہو جائے اور میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہیے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ علماء میں سے جس نے اس زمانے میں اپنا علم ظاہر نہ کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور سارے لوگوں کی لعنت ہے۔

اسلاف نے تو اپنے بچوں کے تربیتی نصاب میں صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی محبت کو لازم قرار دے رکھا تھا۔ چنانچہ حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: كَانَ السَّلَفُ يُعَلِّمُونَ أَوْلَادَهُمْ حُبَّ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ كَمَا يُعَلِّمُونَ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ (کاشف الغمہ فی شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ، اللالکائی، باب فضائل الصحابہ، صفحہ:362، مکتبہ الطبری قاہرہ)

اسلاف اپنی اولادوں کو حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی محبت ایسے ہی (اہتمام سے) سکھایا کرتے تھے جیسے قرآن عظیم کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔

ذرا پیچھے جائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ 28 جنوری 2020ء کو اَبتک TV چینل پر نیوز کیفے پروگرام میں اصدق الصادقین، سید المتقین، حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسئلہ فدک کے لحاظ سے حد درجہ توہین کی گئی۔ اس کے رد میں بندۂ ناچیز نے "مرکز صراط مستقیم" میں 23 فروری 2020ء کو "عدالتِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیمینار" کر کے علماء و عوام کے جمِ غفیر میں تقریباً 7 گھنٹے مسلسل باحوالہ خطاب کر کے دفاعِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی الحمد للہ تاریخ رقم کی جبکہ روافض نے اس سیمینار کو رکوانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ روافض کے پاس ہمارے دلائل کا کوئی جواب نہیں تھا اور ہمارے دلائل انہیں برداشت بھی نہیں تھے۔ اُن کی تمنا تھی کہ سنی جیسے سوئے ہوئے ہیں، سوئے رہیں اور ہم معاذ اللہ تبراء بازی کا بازار گرم رکھیں۔

انہوں نے ایک جملے کا ماقبل اور مابعد کاٹ کر اور اسے توہین کا رنگ دے کر پورے ملک میں اس پر خوب شور مچایا اور طوفانِ بدتمیزی برپا کیا۔ اور پھر یہ کام اپنی بی ٹیم کے سپرد کر دیا۔ پھر اہل سنت کے بڑے بڑے درباروں کے سجادہ نشین میرے خلاف میدان میں اترے اور انہوں نے حضرت طیبہ طاہرہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وسلام علی ابیہا وعلیہا کی توہین کے جھوٹے الزام کی آڑ میں تحریک چلائی اور مسلسل اس دھندے میں مصروف ہیں۔ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اس وقت سے لے کر آج تک میری آنکھوں کے سامنے کوئی تحریر یا تقریر نہیں گزری جس میں خلیفۃ الرسول ﷺ بلافصل کی توہین کرنے والی ملعونہ سیفی علی خان کی مذمت کی گئی ہو یا اس کا رد کیا گیا ہو یا اس کو سزا دلوانے کا مطالبہ کیا گیا ہو۔ میں حیران ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن پر تحفظِ قرآن اور ایمان کا سارا مدار ہے، ان کی توہین پر تو کسی پیر، کسی خطیب کا الا ماشاء اللہ کوئی ردِ عمل آج تک سامنے نہیں آیا۔

سارے اہل سنت کو اس بات پر خصوصی توجہ دینی چاہیے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبینہ گستاخی پر تو بڑے بڑے

بندہ ناچیز کی علماء وخطباء اور محافل منعقد کرنے والی انجمنوں سے گزارش ہے کہ عوام اہل سنت تک یہ پیغام پہنچایا جائے کہ فدک کا فیصلہ کرنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور انہوں نے یہ فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق کیا تھا۔ اس عادلانہ فیصلے کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اور تمام اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تسلیم کیا تھا۔

پیروں کی زبان سے ایک لفظ آج تک نہیں نکلا اور جہاں توہین ہوئی ہی نہیں تھی بلکہ جس شخص نے تمام اہل سنت کا دفاعِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کفارہ ادا کیا تھا، اس پر حضرت سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی معاذ اللہ توہین کا الزام لگا کے اسی کے پیچھے پڑ گئے اور صدائے احتجاج بلند کرنے لگے۔

گزشتہ پانچ سالوں میں اگرچہ ہمیں، ہمارے مبلغین، ہمارے احباب اور ہمارے کارکنان کو بہت سے مصائب اور آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا۔ (اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل وکرم سے سب کو استقامت عطا فرمائی) لیکن یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ کتنے آستانے، کتنے سجادہ نشین، کتنے مدارس، کتنی تنظیمیں اور کتنے خطیب جنہیں عرفِ عام میں اب تک اہل سنت ہی شمار کیا جاتا ہے، مگر وہ کسی نہ کسی طرح رفض کے نیٹ ورک کا حصہ بن چکے ہیں۔

اس سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ روافض مقدس ہستیوں پر تبراء بازی معاذ اللہ اپنا مذہب سمجھتے ہیں اور ان کے مذموم دھندے کے آگے جو رکاوٹ بنے، وہ ان کا بڑا دشمن ہے۔ جو روافض کا دشمن ہے، روافض کی بی ٹیم بھی اسے اپنا دشمن سمجھتی ہے۔ کہ یہ شخص ہماری دوستی، گرانٹ اور ایڈ میں خلل ڈال رہا ہے۔

اہل سنت و جماعت کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے انہوں نے عزتِ سیدہ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آڑ بنا رکھا ہے۔ اور حقیقت میں روافض کے پروٹوکول پر ایران، عراق، یورپ کے دورے اور اپنے دنیاوی مفادات کے حصول کی دوڑ دھوپ ہے۔

حشر	کو	ہو	گا	یہ معلوم
کس	نے	کھائیں	کتنی	رقوم؟

بندہ ناچیز کی علماء وخطباء اور محافل منعقد کرنے والی انجمنوں سے گزارش ہے کہ یومِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقع پر یا اور کسی مذہبی پروگرام میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر روافض کی طرف سے سال بھر ہونے والے حملوں کے جواب میں کم از کم دو تین مرتبہ عوام اہل سنت تک یہ پیغام پہنچایا جائے کہ فدک کا فیصلہ کرنے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور انہوں نے یہ فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق کیا تھا۔ اس عادلانہ فیصلے کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اور تمام اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے تسلیم کیا تھا۔

قارئین! اس طرف بھی آپ توجہ کریں کہ پانچ سالوں کے بعد اب اس مسئلہ کے ذریعے انتشار کی آگ لگانے والے کون لوگ ہیں؟ اب یہ مسئلہ جو نئے سرے سے چھیڑا گیا ہے، وہ ایک گہری سازش ہے جو مختلف الخیال لوگوں کے ہمارے بغض کے ایجنڈے پر اتحاد کے بعد چھیڑا گیا۔ اسے مسلک اہل سنت کے خلاف انٹرنیشنل ایجنسیوں کی کارستانی سمجھا جائے یا کچھ اور؟

بہر حال یہ اہل سنت و جماعت میں افتراق و انتشار کی آگ بھڑکانے اور اتحادِ اہل سنت کی منزل کو مزید دور کرنے کی ایک مذموم کوشش ہے۔ خود ہی ایک کال لیک کر کے اہل سنت و جماعت کے جزبات کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ایسے لوگ

ہیں جنہیں مسلک وملت کی عزت وعظمت کا کوئی پاس نہیں ہے۔

اگر کوئی نفس مسئلہ سمجھنے میں ضد نہ کرے تو یہ تو اردو فتاویٰ میں بھی موجود ہے۔حضرت مفتی محمد نظام الدین حنفی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے: پس اس عبارت سے صاف صاف معلوم ہوا کہ مائی صاحبہ نے جو اپنے اجتہاد سے فدک وغیرہ مال جو وارث ہونے پر ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طلب کیا تھا اور بوجہ نہ ملنے وراثت کے ناراض ہوئیں اور بعد تحقیق کرنے کے راضی ہوگئیں اور اپنے اجتہاد کو خطا جان کر حکم شارع کی طرف رجوع کرلیا۔

(فتاویٰ نظامیہ، جزو: 4، مناظرہ لطیف شیعہ باسنی با دلائل عقلیہ الخ: صفحہ:333، اشاعۃ القرآن پبلی کیشنز اردو بازار لاہور)

کچھ لوگوں کے علم و دانش اور تحقیق وتدقیق کا کل اثاثہ یہ ہے کہ وہ لفظِ خطا جو قرآن وسنت میں نہایت مقدس ہستیوں کی طرف بھی اپنے خاص معنی میں منسوب ہے، آج وہ اس لفظ کو اپنے خانہ ساز اور گندے کلچر کے ذریعے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ گالی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ایسی گندی اور گھٹیا سوچ کسی سچے سید یا عالم ربانی کی نہیں ہوسکتی۔

دفاعِ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاطر روافض کے جواب میں اور مسئلہ فدک کی بحث میں صدیقہ کبریٰ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو محفوظ کہہ کر ان کی طرف خطا کی نسبت کی گئی اور اس کے بعد متصل کہا گیا: "لیکن ان کی یہ شان ہے کہ جن کے جگر کا ٹکڑا تھیں اُن کی حدیث سن کے سرِ تسلیم خم کرلیا"، اور بعد میں یہ وضاحت بھی کی گئی کہ خطا سے مراد خطائے اجتہادی ہے۔اس کے باوجود جو اس لفظ کو کھینچ کر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کسی عورت کے کردار کی خطا کی طرف لے جائے تو وہ کتنا ہی بے شرم اور بے حیاء ہے۔اسے ماقبل اور مابعد کی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے علمی اختلاف میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس لفظ کی نسبت کا ذرا بھی لحاظ نہیں۔تعلیماتِ اہل سنت میں تو سیدہ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان ہستیوں میں سے ہیں جن کے لیے بولا گیا یہ لفظ عام اولیاء کے صواب سے بھی افضل ہے۔

یہ کہنا کہ تم اپنی ماں بہن کے لیے تو یہ لفظ گالی سمجھتے ہو، یہ قیاس ہرگز درست نہیں۔کسی کی ماں بہن اگر مقامِ اجتہاد پر فائز ہو تو اس کے اجتہاد میں خطا کو گالی نہیں سمجھا جائے گا۔ایسے ہی اس لفظ کے سیاق وسباق کو ساتھ رکھیں تو ہرگز گالی نہیں سمجھا جائے گا۔مثلاً کہا جائے کہ فلاں کی ماں نے اس مضمون میں یہ خطا کی ہے یا فلاں کی بہن نے اس قمیض کی سلائی میں یہ خطا کی ہے۔

اس گستاخانہ سوچ والے ٹولے کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ جنگ جمل کے مسئلہ میں یہ ٹولہ ام المؤمنین حبیبۂ حبیب رب العالمین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب بار بار خطا پر کہتا ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ تو کیا اس خطا سے یہ اپنی ماں بہن کی خطا والی خطا مراد لے رہا ہوتا ہے؟ اگر وہاں ان کی طرف بولا گیا لفظِ خطا جس سے مراد اجتہادی ہے گالی نہیں، تو فدک والے مسئلہ میں اسے کیسے گالی بنایا جا رہا ہے؟ سیدنا پیر مہر علی شاہ صاحب تصفیہ میں جو امکانِ خطا لکھ رہے ہیں تو کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ یہ لوگ یہاں بھی ماں بہن والی خطا مراد لیں گے۔ روافض کی پیروی نے ان لوگوں کی مَت ہی ماردی ہے۔

والسلام مع الف اکرام

مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

13 رجب المرجب 1446ھ

14 جنوری 2025ء

خوشبوئے قرآن

سود کی حرمت اور حکومت کی ذمہ داری

مولانا سید محمد ابوبکر عمار شاہ صاحب فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہرالاسلام لاہور

اسلام کی تجربہ گاہ بنانے کے لئے جس سلطنتِ خداداد کو بیس لاکھ شہیدوں کی قربانی کے عوض قائم کیا گیا تھا آج اس میں سود جیسا شیطانی کھیل سرکاری سطح پر کھل کر کھیلا جا رہا ہے۔ اسی لئے اس سے بچنا انتہائی دشوار ہو چکا ہے۔ سلطنتِ اسلامی پہ ہونے والے اس ظلم کے خلاف آواز اٹھائی گئی تو عدالت عالیہ نے انتہائی دیدہ دلیری سے ظالم کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یا تو پاک سرزمین کے مُنصف اُس مُنصفِ اعلیٰ کے پاک قانون سے بالکل نابلد ہیں جس نے انہیں یہ منصب عطا کئے ہیں ورنہ سود کو کسی کا ذاتی عمل ہرگز نہ قرار دیتے یا پھر اپنی آخرت بھول بیٹھے ہیں۔ آیئے سود کے متعلق قرآنی آیات کا مختصر مطالعہ کریں۔ سورہ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا (سورۃ البقرۃ آیت 275,276)

"وہ جو سُود کھاتے ہیں قیامت کے دن یوں کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سُود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سُود۔"

خزائن العرفان میں حضرت پیر سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں سود کی حرمت (حرام ہونے) اور سودخوروں کی شامت کا بیان ہے سود کو حرام فرمانے میں بہت حکمتیں (وجوہات) ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں:

کہ سود میں جو زیادتی لی جاتی ہے وہ معاوضہ مالیہ میں ایک مقدار مال کا بغیر بدل وعوض کے لینا ہے، یہ صریح ناانصافی ہے۔ دوم: سود کا رواج تجارتوں کو خراب کرتا ہے کہ سودخور کو بے محنت مال کا حاصل ہونا تجارت کی مشقتوں اور خطروں سے کہیں زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے اور تجارتوں کی کمی انسانی معاشرت کو ضرر پہنچاتی ہے۔ سوم: سود کے رواج سے باہمی مودت کے سلوک کو نقصان پہنچتا ہے کہ جب آدمی سود کا عادی ہو تو وہ کسی کو قرضِ حسن سے امداد پہنچانا گوارا نہیں کرتا۔ چہارم: سود سے انسان کی طبیعت میں درندوں سے زیادہ بے رحمی پیدا ہوتی ہے اور سود خوار اپنے مدیون (قرض لینے والے) کی تباہی و بربادی کا خواہش مند رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سود میں اور بڑے بڑے نقصان ہیں اور شریعت کی ممانعت عین حکمت ہے۔ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سودخور اور اس کے کارپرداز اور سودی دستاویز کے کاتب اور اس کے گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا وہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

"یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ" کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جس طرح آسیب زدہ سیدھا کھڑا نہیں ہوسکتا، گرتا پڑتا چلتا ہے، قیامت کے روز سودخور کا ایسا ہی حال ہوگا کہ سود سے اس کا پیٹ بہت بھاری اور بوجھل ہوجائے گا اور وہ اس کے بوجھ سے گر پڑے گا۔

دنیاوی لحاظ سے فرمایا اللہ سود کو ہلاک کرتا ہے اور انسانیت کی مدد کے سبب زیادہ عطا کرتا ہے۔ جبکہ پاک وطن کا مال ہلاک کرنے کے لئے حکمرانوں نے سارا نظام ہی سود پہ کھڑا کر رکھا ہے اور معزز عدالت میں بیٹھے قاضی اس کے صحیح ہونے کا سرٹیفکیٹ جاری کر چکے ہیں۔

سود پہلی قوموں پہ بھی حرام تھا۔ یہودیوں کے بڑے ظلم کو بیان کرتے ہوئے اور ان سے ناراضگی کی وجہ بتاتے ہوئے فرمایا:

وَ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَکْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ اَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا۔ (سورۃ النساء آیت 161)

اور اس لئے کہ وہ سود لیتے حالانکہ وہ اس سے منع کئے گئے تھے اور لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے اور ان میں جو کافر ہوئے ہم نے اُن کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

سود حرام قطعی ہے لہٰذا جو سود کو حلال جانے وہ کافر ہے ہمیشہ جہنم میں رہے گا کیونکہ کسی بھی حرام قطعی کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ ایک جگہ ایمان والوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔

اے ایمان والو! سود دُونا دُون نہ کھاؤ اور اللہ سے ڈرو اس امید پر کہ تمہیں

فلاح ملے۔ اور اُس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی ہے۔
(سورۃ آل عمران آیت 130)
''دونا دون کا معنیٰ ہے سود در سود''۔ جیسا کہ سود پر قرض دیا جاتا ہے اگر مدت کے اندر سود سمیت قرض ادا نہ ہو تو اس قرض اور سود دونوں پہ اور سود لگا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود خوروں کی اس ہوس وحرص کو بیان فرمانے کے لئے اور انہیں زجر وتوبیخ کرنے کے لئے یہ الفاظ ارشاد فرما دیئے کہ ایک مرتبہ دیئے گئے پیسوں پہ ایک مرتبہ سود سے ان کی شیطانی خواہش پوری نہیں ہوتی بلکہ اسی پیسے پہ بار بار سود لگاتے ہیں۔
سود کا معاملہ اتنا اہم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صراحتاً فرما دیا کہ اگر ایمان کی رتی دل میں ہے تو سود چھوڑ دو اور ساتھ ہی فرما دیا اگر نہ چھوڑا تو اللہ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ چنانچہ فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ۔ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ۔
اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود، اگر تم مسلمان ہو، پھر اگر ایسا نہ کرو تو یقین کرلو اللہ اور اللہ کے رسول سے لڑائی کا اور اگر تم توبہ کرو تو اپنا اصل مال لے لو، نہ تم کسی کو نقصان پہنچاؤ نہ تمہیں نقصان ہو۔
(سورۃ البقرۃ آیت 278,279)
اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: فَمَنْ كَانَ مُقِيمًا عَلَى الرِّبَا لَا يَنْزِعُ عَنْهُ، فَحَقٌّ عَلَى إِمَامِ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يَسْتَتِيبَهُ، فَإِنْ نَزَعَ وَإِلَّا ضَرَبَ عُنُقَهُ. (تفسیر طبری جزء 26 صفحہ 25) (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب البیوع باب موکل الربا جزء 12 صفحہ 626)
پس جو سود پہ قائم رہے اس کو ترک نہ کرے مسلمانوں کے حکمران پہ لازم ہے کہ اس شخص سے توبہ کرائیں اور اگر وہ سود سے توبہ نہ کرے تو اسے قتل کر دیا جائے۔
جس ملک کے آئین میں واضح لکھا ہو کہ اس کا کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہوگا وہاں پہ سارا نظام سودی چلے اور اس پہ مستزاد یہ کہ قانون کے پاسدار ہی سود کی کھلی اجازت دے رہے ہیں۔ جب کہ قرآن کہہ رہا ہے سود لینے والا اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے لڑائی کا اعلان کر رہا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین میں حکومت اور سلطنت عطا کی ہے ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اللہ کی زمین کو سود جیسے ظلم سے پاک کریں اور سود خور کا پورا پورا احتساب کریں سود کسی کا ذاتی معاملہ نہیں بلکہ اس کا تعلق پورے معاشرے سے ہے، اس سے غریب کا استحصال ہوتا ہے، امیر امیر تر ہوتا ہے، اور غریب قرضہ اتارتے اتارتے دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے، بغیر محنت کے دولت کی ہوس بڑھتی چلی جاتی ہے، اور اکثر عدم ادائیگی کی وجہ سے بات قتل وغارت پہ جا کر ختم ہوتی ہے۔ اور اسلام ایسے کسی بھی کام کو گوارا نہیں کرتا جس سے مفادِ عامہ کو نقصان پہنچے یا انسان کی شخصیت پر اس کے برے اثرات پڑتے ہوں۔ اسلامی مملکت کی عدالت عظمیٰ میں بیٹھ کر اسلام کے واضح احکام کو پسِ پشت ڈالنے والو سنو! اللہ فرماتا ہے: وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ۔
اور جو اللہ کے اُتارے (قرآن) کے مطابق حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔
(سورۃ المائدہ آیت 44)
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔
اور جو اللہ کے اُتارے (قرآن) کے مطابق حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔
(سورۃ المائدہ آیت 45)
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔
اور جو اللہ کے اُتارے (قرآن) کے مطابق حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔
(سورۃ المائدہ آیت 47)
قرآن کریم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کافر، ظالم اور فاسق کہہ رہا ہے، جو سستی کی وجہ سے ایسا کرے وہ فاسق وفاجر ہے اور جو جان بوجھ کر قرآنی حکم کو پسِ پشت ڈال دے وہ ظالم ہے اور جو قرآنی فیصلہ کو معاذ اللہ غلط یا غیر ضروری قرار دے کر اس کے خلاف فیصلہ کرے وہ کافر ہے۔ لہٰذا حکمرانوں اور ججوں کو خود اپنا احتساب کرنا ہوگا کہ وہ کس کیٹا گری میں آتے ہیں؟ ورنہ اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے۔
آج عدالت نے سود کو ذاتی عمل قرار دے کر کہا کہ جس کا جی چاہے سود لے جس کا جی چاہے وہ نہ لے۔ کل کو یہ جج کہیں گے کہ اس ملک میں گدھے کا گوشت بکے گا جس کا جی چاہے لے جس کا جی چاہے نہ لے۔ یہاں شراب بکے گی جو چاہے لے جو نہ چاہے نہ لے، جوئے کے اڈے چلیں گے جس کا جی چاہے جواء کھیلے جس کا جی چاہے نہ کھیلے، یہاں حکومت کے کاسہ لیس ملاوٹ یونہی کریں گے جس کی مرضی ہو چیزیں خریدے جس کی مرضی ہو نہ خریدے، یہاں عصمت فروشی ہوتی رہے جس کا من چاہے منہ کالا کرے جو نہیں چاہتا نہ کرے عدالت اس کو کچھ نہیں کہے گی۔
کیا واقعی یہ فیصلہ پاکستان کو سیکولر بنانے کے لئے خشت اول ہے؟ اگر ایسا ہے تو پاکستان کی خاطر تن من دھن قربان کرنے والوں کے وارث کبھی بھی اس منصوبے کو آگے نہیں بڑھنے دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عظیم مشن کو مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خوشبوئے حدیث

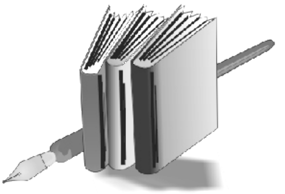

عہد طالب علمی اور فرائض منصبی

مولانا مفتی محمد صمصام مجددی فاضل ومدرس جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

راہِ علم میں موت: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "مَنۡ جَاءَہُ الۡمَوۡتُ وَھُوَ یَطۡلُبُ الۡعِلۡمَ لِیُحۡیِیَ بِہِ الۡإِسۡلَامَ فَبَیۡنَہٗ وَبَیۡنَ النَّبِیِّیۡنَ دَرَجَۃٌ وَاحِدَۃٌ فِی الۡجَنَّۃِ" وہ شخص جس کے پاس موت اس حال میں آئے کہ وہ شخص اسلام زندہ کرنے کے لئے علم حاصل کرتا ہو تو اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں صرف ایک درجے کا فاصلہ ہوگا۔ (سنن دارمی باب فی فضل العلم والعالم رقم الحدیث: 362)

نائبین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ عَلٰی خُلَفَائِیۡ، قَالُوۡا وَمَنۡ خُلَفَاؤُکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ الَّذِیۡنَ یُحِبُّوۡنَ سُنَّتِیۡ وَیُعَلِّمُوۡنَھَا النَّاسَ. (کنز العمال) میرے خلفاء پر اللہ کی رحمت ہو تو صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خلفاء کون ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ لوگ جو میری سنت سے پیار کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں۔

استاذ وشاگرد ثواب میں شریک: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

عَلَیۡکُمۡ بِھٰذَا الۡعِلۡمِ قَبۡلَ أَنۡ یُقۡبَضَ وَقِیۡلَ أَنۡ یَرۡفَعَ، ثُمَّ جَمَعَ بَیۡنَ أَصۡبَعَیۡہِ الۡوُسۡطٰی وَالَّتِیۡ تَلِی الۡإِبۡھَامَ ثُمَّ قَالَ فَإِنَّ الۡعَالِمَ وَالۡمُتَعَلِّمَ کَھَاتِہٖ مِنۡ ھَاتَیۡنِ شَرِیۡکَانِ فِی الۡأَجۡرِ۔ (کنز العمال) تم پر موت کے آنے سے قبل علم دین حاصل کرنا لازم ہے کہ اسے کہا جائے گا کہ اٹھو پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیانی انگلی اور انگوٹھے والی انگلی کو ملا کے ارشاد فرمایا کہ عالم اور متعلم دونوں اجر میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جو طالب علم اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے دین حاصل کرتا ہے اسی تڑپ میں جب اس کا وصال ہوتا ہے تو اللہ اس کو جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ مقام عطا فرماتا ہے کہ صرف ایک درجے کا فرق باقی رہ جاتا ہے۔ اور حقیقت میں وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب ہیں جنہوں نے سنت سے پیار بھی کیا اور ہمیشہ لوگوں کو سنت کا درس بھی دیا۔ اس سلسلے میں عالم دین اور متعلم اجر میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ الغرض عموماً زندگی کے جس حصے میں علم کی تحصیل ہوتی ہے، وہ نسبتاً پر آشوب دور ہوتا ہے، نئی نئی خواہشات ابھرتی ہیں، آرزوئیں جوان ہوتی ہیں اور تمنائیں انگڑائیاں لیتی ہیں۔ ان ساری خواہشات اور تمناؤں کی زد سے محفوظ رہ کر یکسوئی کے ساتھ تحصیل علم میں مصروف رہنا بہت بڑی کامیابی ہے۔ کسی موڑ پر اگر قدم بہکا تو وہ ناکامی تک پہنچا دیتا ہے۔ ایک طالب علم کی ذمہ داری ہے کہ اس کا اٹھنے والا ہر قدم مقصد کی تحصیل میں ہو۔

بالعموم آج مدارس کے حالات ایسے ہوگئے ہیں کہ طلبہ کو عہد طالب علمی میں اپنے فرائض سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ وہ ایک غیر ذمہ دارانہ زندگی گزارنے کے عادی ہوجاتے ہیں۔ گزرنے والے اوقات کی قدروقیمت کا احساس نہیں ہوتا۔ سود وزیاں کا امتیاز کئے بغیر وہ اپنے لمحات کو استعمال کرتے ہیں، بے جا لہو ولعب اور غیر مفید بحث ومباحثہ ان کے روزانہ معمولات کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے اندر بہت سی صلاحیتیں مخفی ہوتی ہیں۔ ان خفیہ صلاحیتوں کا اگر درست استعمال ہو تو وہ ایک زمانہ فتح کر سکتے ہیں۔ زندگی کے ہر موڑ پر وہ ایک انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ افسوس یہ ہے کہ وہ اپنی غفلت کی بنیاد پر قدرتی صلاحیتوں کو ضائع کر دیتے ہیں۔ ان کی پیدائشی قوتیں اور فطری صلاحیتیں دبی کی دبی رہ جاتی ہیں۔ مخفی صلاحیتوں کو ابھرنے کا موقع نہیں ملتا۔ اس میں شک نہیں کہ آنے والی زندگی کا دارومدار اسی زندگی پر ہوتا ہے، محنت وجفاکشی کے ساتھ مقصد کی تحصیل میں منہمک ہو کر اگر یہ زندگی گزار لی گئی تو مستقبل میں کامیابی کی راہیں ہموار اور روشن ہوجاتی ہیں۔ اور اگر اس عہد میں غفلت، بے توجہی اور لاپرواہی کا مظاہرہ کیا گیا تو مستقبل کی بہاریں، ان سے روٹھ جاتی ہیں اور حیات کی رعنائیاں منہ موڑ لیتی ہیں۔

{تعطیل کے ایام اور ان کی مصروفیات}

ہر طالب علم کو یہ فکر ہونی چاہئے کہ اس کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہو۔ اس کی ہر گھڑی کسی مفید کام ہی میں استعمال ہو۔ ہر کام کو اگر پابندی کے ساتھ اس کے وقت میں انجام دیا جائے تو فرصت ہی نہ ملے، جو تضیع اوقات کی نوبت آئے، خود ہر طالب علم کے ذمہ درسی کتابیں اتنی ہوتی ہیں کہ ان کا مطالعہ کیا جائے تو شاید معمولی وقت بچ سکے۔ البتہ عصر سے مغرب تک روزانہ ہر طالب علم کے لئے فرصت کا وقت ہوتا ہے، جو ضروریات کی تکمیل میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر کوئی ضرورت نہ ہو تو اسے بھی مفید طریقے سے صَرف کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ جب تفریح کے لئے نکلیں تو لایعنی گفتگو کی بجائے کسی علمی اور اصلاحی پہلو پر تبادلہ خیال کریں، مثبت اور منفی ہر پہلو پر ایک دوسرے کی رائے حاصل کریں اور اس کا تجزیہ کریں۔ اس طرح ایک اچھی خاصی ذہنی ورزش ہوگی اور سوچنے سمجھنے کا شعور پیدا ہوگا۔ ہو سکے تو طلبہ مختلف ٹولیوں میں بٹ کر مختلف محلوں میں جائیں اور لوگوں کو نیک اعمال اور پاکیزہ سیرت و کردار کی دعوت دیں۔ ان کے محاسن اور اچھے اثرات کا ذکر کر کے ان کی طرف رغبت دلائیں۔

ہفتہ میں ڈیڑھ دن چھٹی کے ملتے ہیں، نصف جمعرات اور جمعہ کا پورا دن۔ آج عام طور پر ان دنوں کے تعلق سے طلبہ کا یہ تصور ہوتا ہے کہ یہ کھیل کود، ہنسی مذاق اور سونے کے دن ہیں۔ یہ شیطانی خیالات اور وسوسے ہیں جو سوئے اتفاق سے ہمارے اکثر طلبہ کے ذہن و فکر میں سرایت کر گئے ہیں۔ میرے مرشد کریم قبلہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید مجدہ فرماتے ہیں کہ جمعرات اور جمعہ کی چھٹیاں ہفتہ بھر میں پڑھے ہوئے اسباق دیکھنے کے لئے ہوتی ہیں۔ اور ان دنوں کو بھی مختلف حصوں میں تقسیم کر لینا چاہئے۔ کچھ وقت ضروریات کی تکمیل کے لئے، کچھ وقت ہفتہ بھر کے اسباق کے اعادہ کے لئے اور کچھ وقت دعوت و تبلیغ کے لئے بھی نکالا جائے۔ جس میں مختلف گروپ بنا کر قریبی مقامات کا دورہ ہو اور حالات اور موقع محل کے لحاظ سے لوگوں کی دینی تربیت کی جائے۔ اسلام کے عقائد و نظریات پیش کئے جائیں، روزمرہ پیش آنے والے امور اور مسائل و احکام سے روشناس کیا جائے۔ اسلامی تہذیب و تمدن کے قیام کی کوشش کی جائے۔ موقع بہ موقع بزرگان دین کے اعراس کی مناسبت سے اور دوسرے مخصوص ایام میں تعطیلات ہوتی ہیں، ان مواقع پر بزموں کا انعقاد کر کے لوگوں کو اپنے اسلاف کے نقوش حیات سے آشنا کرائیں، نیز ان کی زندگی میں پائے جانے والے دینی تصلب کو اجاگر کر کے اسے اپنانے کی تلقین کی جائے۔ بقرعید، محرم اور عید میلاد النبی ﷺ کی تعطیل ان سب کی بہ نسبت کچھ لمبی ہوتی ہے۔ ان مواقع سے گھر جانے والے طلبہ کچھ مفید اور موثر کام اپنے علاقوں میں انجام دے سکتے ہیں۔ سال میں سب سے بڑی چھٹی شعبان اور رمضان کی ہوتی ہے جو تقریباً دو مہینوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان دنوں کو گھر پر گزارنے والے طلبہ تھوڑی تگ و دو کر کے بہت پائیدار، مضبوط اور مستحکم کارنامے انجام دے سکتے ہیں۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ چیز یہ ہے کہ ایک علاقے کے ان تمام طلبہ کا آپس میں ربط ہو جو کسی ادارہ میں زیر تعلیم ہوں۔ وہ تمام طلبہ اپنے گاؤں کے حالات کا گہری نظر سے جائزہ لیں اور معاشرے میں پائی جانے والی خرافات، لوگوں کی بے راہ روی اور کوتاہیوں پر سنجیدگی کے ساتھ غور کریں پھر معاشرے کی اصلاح اور عقائد و اعمال کی درستگی کے لئے مختلف طریقہ تبلیغ کو بروئے کار لا کر مناسب اقدامات کئے جائیں۔

مندرجہ ذیل طریقے اس سلسلے میں نہایت مفید ثابت ہوں گے۔

1: ہفتہ کے دنوں کو مختلف مقامات کے لئے تقسیم کر دیا جائے۔ پھر مقررہ دن اس مخصوص جگہ پر ایسی مجلس کا انعقاد ہو جس میں لوگوں کو زیادہ سے زیادہ معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی جائے۔ وہاں کے حالات کے مطابق مختلف موضوعات کا انتخاب کر کے ان پر سنجیدہ خطابات کئے جائیں۔ عوام کے مابین مشہور غلط اعتقاد اور من گھڑت باتوں کی نشاندہی کر کے صحیح امور کی طرف رہنمائی کی جائے۔ اسلام کے عقائد و نظریات پیش کر کے عظمتِ اسلام کو ان کے دلوں میں ثبت کیا جائے۔ نیز عصری حالات اور ان کے تقاضوں سے باخبر کیا جائے اور اجتماعی زندگی بہتر سے بہتر گزارنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔

2: روزانہ کسی مخصوص مقام پر آدھا، ایک گھنٹہ متعین کر کے تعلیم و تدریس کا سلسلہ قائم کیا جا سکتا ہے۔ جس میں خاص طور پر عمر رسیدہ لوگوں کو موقع دیا جائے اور کم از کم ان کے اندر اتنا شعور پیدا کیا جائے کہ درست تلفظ کے ساتھ وہ قرآن کریم کی تلاوت کر سکیں۔ اس کا مستقل انتظام نہ ہونے کے سبب لوگ کسی کے پاس جا کر پڑھنے میں شرمندگی محسوس کرتے ہیں، مگر جب اس کا باضابطہ اہتمام ہونے لگے تو لوگ اس میں ضرور دلچسپی لیں گے اور شوق و ذوق کے ساتھ تحصیل علم میں حصہ لیں گے۔ اس طرح وہ فرائض و واجبات کی صحیح ادائیگی پر قادر ہو کر عنداللہ مواخذہ سے محفوظ ہوں گے۔

3: اپنے علاقائی مدارس و مکاتب میں پہنچ کر وہاں کے ذمہ داروں سے

تعلقات بحال کریں۔ وہاں کے نظام تعلیم اور نصاب تعلیم کا قریب سے جائزہ لیں، پھر معیاری، پختہ اور مستحکم تعلیم و تدریس کی راہیں تلاش کریں۔ ذمہ داران مدارس اور ارباب مکاتب کے سامنے باادب اپنے معروضات رکھیں، ان کو عملی شکل دینے میں ابھاریں اور خود بھی شریک کار رہوں۔ آج مدارس میں درس نظامی کی پختہ تعلیم کا انتظام کچھ مشکل ہے، کیونکہ وہاں جو اساتذہ موجود ہیں، وہ اس کے متحمل نہیں۔ایک زمانہ سے درسی کتابوں سے لاتعلق ہونے کی بنیاد پران کی صلاحیتیں زنگ آلود ہو چکی ہیں۔ایسی صورت میں ان سے درس نظامی کی پختہ تعلیم کی امید رکھنا فضول ہے۔ البتہ ابتدائی تعلیم کو ہی پختہ بنانے کی طرف توجہ دی جائے تو یہ ضرور کارگر ہوگی۔

4:اسکول اور کالج کے طلبہ کے لئے خصوصی مجلس کا انعقاد کریں، جس میں ان کے معیار کے مطابق اسلامی احکام ونظریات کی تشریح کی جائے۔ انہیں مذہبی تعلیمات سے قریب کرنے کی اور دین ومذہب کے عقائد ومعمولات کو ان کے دلوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی جائے۔

5:حساس موضوعات کا انتخاب کرکے سبق آموز باتوں پر مشتمل پمفلٹ تیار کئے جائیں اور اسے زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کی جائے۔اس طرح نئے موضوعات پر کتابچے تیار کرا کر اسے شائع کیا جائے۔ نیز اہم موضوعات پر اصلاحی کتابیں خرید کر انہیں لوگوں میں تقسیم کیا جائے۔ ان کتابوں کی اہمیت کا احساس دلا کر ان کے مطالعہ کی تلقین بھی کی جائے۔

6:ان سب امور کی انجام دہی کے لئے چند چیزیں ضروری ہیں۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ يَا طَالِبَ الْعِلْمِ إِنَّ الْعِلْمَ ذُوْ فَضَائِلَ كَثِيْرَةٍ فَرَأْسُه' التَّوَاضُعُ، وَعَيْنُه' الْبَرَاءَ ةُ مِنَ الْحَسَدِ، وَأُذُنُه' الْفَهْمُ، وَلِسَانُه' الصِّدْقُ وَحِفْظُه' الْفَحْصُ وَقَلْبُه' حُسْنُ النِّيَّةِ، وَعَقْلُه' مَعْرِفَةُ الْأَشْيَاءِ وَالْأُمُوْرِ الْوَاجِبَةِ، وَيَدُه' الرَّحْمَةُ، وَرِجْلُه' زِيَارَةُ الْعُلَمَاءِ، وَهِمَّتُه' السَّلَامَةُ، وَحِكْمَتُه' الْوَرَعُ، وَمُسْتَقَرُّه' النَّجَاةُ، وَقَائِدُه' الْعَافِيَةُ وَمَرْكَبُه' الْوَقَارُ وَسِلَاحُه' لَيِّنُ الْكَلِمَةِ، وَسَيْفُه' الرِّضَاءُ وَقَوْسُه' الْمُدَارَاةُ وَجَيْشُه' مُجَاوَرَةُ الْعُلَمَاءِ وَمَالُه' الْأَدَبُ، وَذَخِيْرَتُه' اِجْتِنَابُ الذُّنُوْبِ وَزَادُه' الْمَعْرُوْفِ وَمَأْوَاه' الْمُوَادَعَةُ وَدَلِيْلُه' الْهُدٰى وَرَفِيْقُه' صُحْبَةُ الْأَخْيَارِ.(کنز العمال)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ علم بہت فضیلت والا ہے ،اس کی فراست تواضع ہے،اس کی آنکھ حسد سے برات ہے،اس کا کان فہم و فراست ہے،اس کی زبان صدق ہے،اس کا قلب حسن نیت ہے،اس کی عقل اشیاء اور واجب امور کی معرفت ہے،اس کا ہاتھ رحمت ہے،اس کا پاؤں علماء کی زیارت ہے،اس کی ہمت سلامتی ہے،اس کی حکمت تقوی ہے ،اسکا انجام نجات ہے،اسکا قائد عافیت ہے،اسکی سواری وقار ہے،اسلا اسلحہ کلمات میں نرمی ہے،اسکی تلوار رضا ہے اور اس کا لشکر علماء کی صحبت ہے،اس کا مال ادب ہے،اسکا ذخیرہ گناہوں سے بچنا ہے،اسکا زادِراہ بھلائی ہے ،اسکا ٹھکانہ جنت ہے اسکی دلیل ہدایت ہے،اسکا ساتھی نیک لوگوں کی صحبت ہے۔تو یہ وہ باتیں ہیں جو ایک طالب علم کے لئے نہایت لازمی اور ضروری ہیں۔

(الف) وہ طلبہ خود احکام کے پابند ہوں، فرائض و واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں، کیونکہ بدعملی کو دیکھ کر عوام کی نظروں سے وقار و اعتماد جاتا رہتا ہے۔ان کے دل متنفر ہو جاتے ہیں اور پھر ان کی باتوں پر وہ کان نہیں دھرتے۔ نیز خود عمل پیرا ہو کر کوئی بات کہی جائے تو اس کے اثرات بھی زود اثر اور دیرپا ہوتے ہیں۔اسی طرح ان دعوتی امور میں کسی طرح کی کوئی ذاتی منفعت داخل نہ ہو، بلکہ نہایت خلوص وللہیت کے ساتھ محض خدمت دین کے پیش نظر ان امور کو انجام دیا جائے اور عنداللہ اس کے اجر کی امید رکھی جائے۔

(ب) اس راہ میں مشکلات اور پریشانیاں تو بہرحال درپیش ہوں گی، بسا اوقات لوگوں کی طرف سے طعن و تشنیع سے لبریز حوصلہ شکن الفاظ بھی سننے پڑیں گے، مگر ان سے حوصلے پست نہ ہونے پائیں، ہمتیں سرد نہ ہوں، بلکہ خندہ پیشانی کے ساتھ ان کا سامنا کریں اور مضبوط ارادے، مستحکم عزائم کے ساتھ آگے بڑھتے رہیں۔

(ج) ان امور کی انجام دہی کے لئے اپنے علاقے کے کسی مخلص اور صاحب فکر وبصیرت ذمہ دار عالم دین کی رہنمائی حاصل کی جائے، جو گاہے بگاہے حالات وواقعات کے تناظر میں مناسب مشورے دیتے رہیں اور خدمتوں کو سراہتے ہوئے آگے بڑھنے کے لئے حوصلہ اور توانائی فراہم کرتے رہیں۔

عہد طالب علمی میں اگر ان امور کو انجام دیا گیا تو مختلف جہتوں میں بڑے مفید نتائج ظاہر ہوں گے۔معاشرے کی اصلاح اور عقائد واعمال کی درستی تو ہوگی ہی، ساتھ ہی طلبہ کے اندر تبلیغ واشاعت کا جذبہ اور قوم وملت کی ہمہ جہت رہنمائی کا حوصلہ پیدا ہوگا۔ نیز اسی عہد طالب علمی میں انہیں اچھے خاصے تجربے ہو جائیں گے اور اس پرخطر راہ کو عبور کرنے کے طور طریقے معلوم ہوں گے، جس کی بنیاد پر مستقبل میں دعوتی امور کو انجام دینا ان کے لئے آسان ہو جائے گا۔

اللہ تعالی تمام طلبہ کو علمی منزل پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ختم بخاری شریف اور اس کی برکات

از قلم: محافظ ناموس رسالت ﷺ مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید شرفہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

صحیح بخاری شریف کے آخری حدیث مبارک کی سند کے درمیان جو شیوخ ہیں وہ سب کے سب اعلی ہیں لیکن حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام اس ادب سے بھی لینا ضروری ہے کہ یہ امت کے وہ پہلے نمبر کے محدث ہیں جنہوں نے پانچ ہزار تین سو چہتر 5374 احادیث روایت کی ہیں ۔انہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کی ہیں پہلے کوئی یاد رہتی نہیں تھی نبی ﷺ نے جب چلو بھر کے چادر پہ ڈالا تو کہتے ہیں پھر کوئی بات بھولی ہی نہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یَا رَسُولَ اللّٰہِ إِنِّی أَسْمَعُ مِنْکَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا أَنْسَاہُ قَالَ ابْسُطْ رِدَاءَکَ فَبَسَطْتُہُ قَالَ فَغَرَفَ بِیَدَیْہِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّہُ فَضَمَمْتُہُ فَمَا نَسِیتُ شَیْئًا بَعْدَہُ (صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم رقم الحدیث :116) یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے بہت سی احادیث سنتا ہوں لیکن پھر بھول جاتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی چادر پھیلاؤ تو میں نے چادر پھیلائی تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے چلو بھر کر میری چادر میں ڈالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے سینے سے لگاؤ تو جب میں نے اس کو اپنے سینے سے لگایا تو اس کے بعد آج تک کوئی شئی نہیں بھولا۔

800 آٹھ سو تابعین آپکی مرویات روایت کرنے والے ہیں یہ آخری حدیث مبارک بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت کردہ ہے بات مختصر کرنا چاہتا ہوں اب دیکھیئے حدیث شریف کے اندر کیا کیا اسرار و رموز بیان ہو رہے ہیں۔ کتنے پیارے لفظ ہیں ''کَلِمَتَانِ' دو کلمے ہیں۔ کلمے سے مراد ہے یعنی دو کلام ''حَبِیْبَتَانِ'' فَعِیْلٌ کا وزن ہے۔ فَعِیْلٌ کبھی فاعل کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے کبھی مفعول کے معنیٰ میں ۔ یہاں مفعول کے معنیٰ میں ہے۔ ''حَبِیْبَتَانِ'' کا معنیٰ ہے ''مَحْبُوْبَتَانِ'' دو کلمے رب کو بڑے پیارے ہیں رب کو بڑے پسند ہیں۔

یہاں پر مجاز مراد ہے کہ دو کلمے رب کو پسند ہیں یعنی جو یہ پڑھے وہ رب کو پسند آجاتا ہے بمعنیٰ '' محبوبتان'' اسے رب اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔ کیا خوب درس ہے بخاری شریف کا وہ انسان جو دھتکارے ہوئے تھے اللہ عزوجل کی رحمت سے دور بھٹک رہے تھے۔ میرے محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر چاہتے ہو خدا تمہیں محبوبیت دے اللہ تمہیں اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے دربار میں بلند مقام عطا فرمائے تو یہ چھوٹا سا نسخہ ہے۔ کلمے دو ہیں، کام بڑا کرتے ہیں جوان کا ورد کرتا رہتا ہے انکا وظیفہ کرتا رہتا ہے رب ذوالجلال اس بندے کو بھی اپنا محبوب بنا لیتا ہے۔

''کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ إِلَی الرَّحْمَنِ'' میں رحمن کا لفظ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اور بھی بڑے نام ہیں وجہ یہ ہے کہ رحمن میں شان رحمت کا ظہور ہے۔ رحمان کی جگہ قہار بھی کہا جا سکتا تھا، جبار بھی کہا جا سکتا تھا لیکن رحمان اس لیے کہا کہ اگرچہ خالق کائنات کے سارے اسماء ارفع واعلی ہیں۔ اسماء الحسنیٰ ہیں لیکن یہ لفظ اللہ عزوجل کی رحمتوں کا سب سے بڑا مظہر ہے۔ بطور خاص رحمت کے ظہور کے لحاظ سے ہے جب بھی ''بسم اللہ'' پڑھی جائے یہ ضرور پڑھا جاتا ہے۔ اس لیئے رحمت کے حصول کے پیش نظر وہ لفظ استعمال کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کی رحمتیں تقسیم کرنے کا مظہر ہے۔ اس کے بعد فرمایا '' خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ'' یہ دونوں کلمے زبان پر بڑے خفیف ہیں۔

اب یہ بتانے کا تفصیلی وقت نہیں کہ خفت کہاں کہاں سے آئی قراء حضرات اچھی طرح جانتے ہیں اور علماء کو اچھی طرح پتہ ہے کہ اس میں خفت کن کن وجوہات کی بنیاد پر ہے۔ ایک ہے افعال کا آنا، ایک ہے اسماء کا آنا، اسماء

خفیف ہوتے ہیں، افعال ثقیل ہوتے ہیں۔ فعل میں ثقیل ہوتا ہے اور اسم میں خفت ہوتی ہے تو ان میں اسم ہی اسم ہیں کوئی فعل نہیں۔

پھر فرمایا کہ ''ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ'' وہ دو کلمے میزان میں بڑے بھاری ہیں۔

اور وہ دو کلمے کون سے ہیں۔ دیکھیئے! ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ'' محبوب ﷺ فرمارہے ہیں۔ کلمے دو ہیں زبان سے ادا کرنے سے بندے کو کوئی تھکاوٹ نہیں ہوتی خفیف اتنے ہیں کہ بظاہر ان کا کوئی وزن نہیں مگر کمال یہ ہے جب قیامت کے دن ترازو لگے گا تو ان کا وزن پہاڑوں سے بھی زیادہ بن چکا ہوگا۔ اب اس حدیث مبارک کو اس لحاظ سے دیکھیں، بندہ اگر مسلم ہے اور نام نہاد روشن خیال نہیں، کوئی کام کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کی ڈیمانڈ demand یہ ہوگی اور وہ یہ سوچے گا کہ یہ جو میں کام کرنے لگا ہوں یہ رب کے دربار میں کیسا ہے؟

کوئی سوچتا ہے تو پھر دیکھتا ہے کروں گا تو محلے والے کیا کہیں گے؟ مگر جب بندہ مومن کام کرتا ہے تو وہ محلے کو دیکھتا ہے نہ برادری کو، نہ فیشن پرستوں کو دیکھتا ہے، نہ افرنگ کی دکان کے کھلونے کو دیکھتا ہے وہ تو رب کی رضا کو دیکھتا ہے۔ لہٰذا اس بنیاد پر کام کرتے وقت انسان کی سب سے پہلی سوچ یہ ہوتی ہے کہ یہ کام میرے رب کو اچھا لگے گا یا نہیں لگے گا۔

محبوب ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ بنتا ہے، تمہاری پہلی ڈیمانڈ کی میں تمہیں خبر دے رہا ہوں کہ یہ وہ دو کلمے ہیں ''حَبِيبَتَانِ'' رب کو بڑے پسند ہیں۔ لہٰذا کھلے سینے سے پڑھو، یہ میں نے تمہیں سرٹیفیکیٹ certificate دے دیا ہے کیونکہ اللہ کی رضا اور چاہت بیان کرنے کا نمائندہ میں ہوں، عرش کا ترجمان میں ہوں تم اپنی طرف سے سوچ کر ساری زندگی اس شان کا ایک جملہ بھی نہ بنا سکتے مگر میری طرف سے گارنٹی guarantee ہے، پڑھو گے تو رب ناراض نہیں ہوگا ان کلمات سے رب راضی ہوجائے گا۔

دوسرے نمبر پر جب انسان کو یہ پتہ چل جائے، کام تو اچھا ہے پھر سوچتا ہے اس میں مشقت کتنی لگے گی، طاقت کتنی صرف کرنی پڑے گی، مہینے کتنے لگیں گے، سال کتنے لگیں گے، قوت کتنی خرچ ہوگی تو محبوب ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ بنتا ہے، میرے امتی حوصلہ رکھو، سال لگیں گے نہ مہینے، گھنٹے لگیں گے نہ منٹ ''خَفِيفَتَانِ'' تمہارے لیے کوئی مشقت نہیں، زیادہ وقت بھی نہیں، ایک تو رب کو پسند بڑے ہیں اور پھر پڑھنے میں یہ آسانی بھی موجود ہے کہ ٹائم time بڑا مختصر لگے گا، زبان پر بڑے ہلکے ہیں۔

تیسرے نمبر پر ہر انسان سوچتا ہے کہ کام رب کو پسند بھی ہے اور آسان بھی لیکن اس کا آؤٹ پٹ out put کیا ہوگا، مجھے کل اس کا فائدہ کیا ہوگا، قربان جائیں ماہ مدینہ ﷺ کے ایک ایک جملے پر، کتنی عظمتوں کے دریاؤں کو ایک مقام پر کوزے میں بند کر دیا، علاج بتایا، تقاضے بھی بتائے، درد کی شناخت کی اور ساتھ درماں بھی بیان فرمادیا۔ فرمایا یہ سوچتا ہے پسند کس کو ہیں؟ تو فرمایا کہ میرے رب کو پسند ہیں، بولنے میں کوئی مشکل بھی پیش نہیں آئے گی اور ملے گا کیا؟ فرمایا کل قیامت کے دن جب ترازو لگے گا تو یہ دونوں کلمے تمہیں ڈھیروں ثواب عطا فرمائیں گے۔

محبوب ﷺ کی تینوں باتیں تین اصول ہیں، اگرچہ دوسرے مقام پر ترتیب مختلف ہے لیکن ترجیح بخاری کے پیش نظر آخری ترتیب مقدم ہے۔ محبوب ﷺ نے یہ بھی بتایا کہ انسان نے سوچنا ہو تو سب سے پہلے کیا سوچے؟ یہ پورے دین کی روح اور اساس ہے ایسے کام جو بڑے آسان اور دنیاوی اعتبار سے فائدہ مند ہوں مگر رب ناراض ہوتا ہو تو شریعت نے انسان کے لیئے وہ کام جائز نہیں رکھے۔

اسی بخاری شریف میں یہ راز بھی موجود ہے کہ ہمارے محبوب ﷺ نے اگر دو قبیلوں کے لیے دعا فرمائی تو لفظ بولتے وقت جس کا نام پہلے لیا، رب نے اس کے حق میں قبول بھی پہلے فرمائی، جملہ ایک ہے، ایک لفظ جملے میں پہلے ہے، ایک بعد میں، جو لفظ دعا میں پہلے ہے وہ اللہ کے دربار میں قبول بھی پہلے نمبر پر ہوا تو اس سے پتہ چلا کہ ترتیب میں بھی واقعی حکمتیں موجود ہیں اسی لیے ''كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ'' ترتیب میں سب سے پہلے ذکر کیا، ہر بندہ جب کوئی کام کرنے لگے تو باقی فائدے بعد میں دیکھے، کام کی حیثیت کو پہلے دیکھے،

مومن کی شان یہ ہے کہ وہ سب سے پہلے رب کی رضا کو پیش نظر رکھے ،اللہ جل جلالہ کی رضا کو معیار بنائے ،اسی لیے ترتیب میں ''خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ'' بعد میں ہے اور ''ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ'' کو اس مقام پر مقدم کردیا گیا ہے۔

اس تسبیح میں سید عالم ،نور مجسم ،شفیع معظم ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا، مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

(صحیح بخاری کتاب الدعوات باب فضل التسبیح رقم الحدیث:5926)

جس نے دن میں سو ۱۰۰ مرتبہ ''سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ'' کہا ،اس کے گناہ جھاڑ دیئے جاہیں گے اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں، کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں، یہ کلمہ گناہوں کو جھاڑ دے گا۔

رب ذوالجلال اور سید عالم ﷺ نے قیامت تک کے احوال پیش نظر رکھتے ہوئے یہ واضح فرمادیا کہ یہ کلمے پڑھنے سے وقت تھوڑا سا لگے گا، لیکن رب ذوالجلال ثواب کا اور مغفرت کا بہت بڑا خزانہ عطا فرمائے گا۔اب یہاں پر ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالی تو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ وزن ہوگا اور اعمال تولے جائیں گے مگر قرآن مجید میں ہے، ''فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا'' (سورۃ الکھف رقم الآیۃ:105)

قیامت کے دن ہم ان کے لیے وزن قائم ہی نہیں کریں گے۔

اگر وزن قائم ہی نہ ہو تو پھر تولا کیسے جائے گا؟

اس بات کو بھی ذہن میں رکھیئے کہ رب کا قرآن فرماتا ہے کہ ''وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ: (سورۃ الاعراف رقم الآیۃ:8

اس دن وزن حق ہے، وزن ضرور ہوگا تو پھر''فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا'' کا مطلب کیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو یہودی ہے یا عیسائی ہے، جس نے کلمہ نہیں پڑھا، یا جو کافر ہے، زندگی میں وہ کام کرتا تھا، سمجھتا تھا، میں نے بڑے بڑے ہسپتال بنوائے ہیں، بڑی سماجی خدمت کی ہے، میں نے لوگوں کے لیے زیادہ سلائی مشینیں تقسیم کی ہیں، وہ ہندو، وہ عیسائی، وہ یہودی ، وہ قادیانی ،وہ بدعقیدہ ،وہ کافر جو زندگی میں یہ کام کررہا تھا ،رب ذوالجلال فرماتا ہے جب قیامت کے دن وہ آئے گا ۔'فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا'' اس کے کاموں کا ایک تنکا وزن کا بھی نہیں نکلے گا ،صرف کھوکھلے ہوں گے ،کوئی حیثیت نہیں ہوگی 'فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا'' ان کی کوئی قدر نہیں ہوگی ،کوئی ویلیو value نہیں ہوگی ،کوئی وزن نہیں ہوگا ،ادھر امت مسلمہ ہے ،ایک بار ''سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ'' کہا ہے، ادھر احد پہاڑ جتنا ثواب ہے، دوسری طرف یہودی ہے، عیسائی ہے، ہندو ہے، ساری زندگی دنیا میں لوگوں کو کھلاتا رہا، پلاتا رہا ، جتنے بھی امن عامہ کے کام کیے، سماجی خدمت کی ،سمجھتا تھا کہ مجھے بہت کچھ ملے گا، رب ذوالجلال فرماتا ہے،'فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا'' اس کے کروڑوں کے پیسے جو وہ دنیا میں لوگوں کو دیتا رہا، قیامت کے دن تولا جائے گا تو ایک پیسے کا وزن بھی نہیں نکلے گا، پتہ چلا کہ قرآن و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے تشریح کا ابتدائی حصہ جو مشکل تھا، آپ نے سمجھ لیا ہے ،اب آسان حصہ بیان کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے بخاری شریف کو حدیث نیت سے شروع کیا ''إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ' سے اور عمل کے وزن پر ختم کیا ،گویا امام بخاری رحمہ اللہ تعالی بتارہے ہیں کہ اگر تم بخاری شریف کو تولنا چاہو اور اس کا ربط بیان کرنا چاہو تو دو جملوں میں پوری بخاری ہے ۔

(۱) نیت اور (۲) عمل، نیت مقدم ہوتی ہے، عمل موخر، نیت پہلے ہوتی ہے عمل بعد میں اور عمل پر ہی اختتام ہوتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نیت سے کام شروع کیا، عمل پر مکمل کیا اور بخاری میں وہ کچھ بیان کیا جس سے عمل کا وزن بنتا ہے، یہ ہے بخاری شریف کا خلاصہ، نیت سے شروع عمل پر ختم اور درمیان میں جتنے ابواب ہیں، خواہ وہ کتاب الصلوۃ ہو، خواہ کتاب الزکوۃ ہو، خواہ کتاب الحج ہو، خواہ کتاب الجھاد ہو، وہ سارے کے سارے اسی انداز میں ہیں کہ عمل کا وزن کیسے بنے گا؟ عمل اچھا کیسے ہوگا؟ عمل کی ویلیو value کیسے بنے گی؟ کیا کس طریقے سے کریں تو رب پسند فرمائے گا، کس طریقے سے رب پسند نہیں فرمائے گا، کیونکہ رب ذوالجلال نے نبی ﷺ کی سنت کو رجسٹرڈ registered کیا ہے

،اگر سرکار ﷺ کا طریقہ چھوڑ کر کوئی شخص یہ کہے کہ میں فجر کی نماز کے بعد سو ۱۰۰ سنتیں پڑھوں گا ،اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو میرے نزدیک محبوب نہیں ،مردود ہے اور اگر تو میرے محبوب کے طریقے کے مطابق دو سنتیں پڑھے گا تو تجھے اپنا محبوب بنالوں گا تو پتہ کیا چلا کہ رب ذوالجلال نے جو عمل کی ویلیو رکھی ہے امام بخاری نے سولہ سال میں لکھی ہوئی بخاری شریف میں اسے بند کر دیا۔حدیث نیت سے شروع کر کے حدیث عمل پر ختم کی اور عمل کے وزن کی بات کر کے یہ واضح کر دیا کہ کوئی تکبر نہ کرے اور دوسرے لوگوں پر تنقید نہ کرے اگر نیت صحیح نہیں تو عمل کی کوئی حیثیت نہیں نیت صحیح ہے تو پھر جا کے عمل بھی صحیح ہوگا لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ تعالی نے انسانی زندگی کا کامیاب سلیبس syllabus پیش کرتے ہوئے صحیح بخاری لکھی ہے نیت سے لے کر عمل تک سارے مراحل کو بیان فرمایا ہے۔

اب یہاں اس بات کی موجودہ زمانے میں بڑی ضرورت ہے کہ عمل کا وزن کیسے بنے گا؟ آج ہمیں ایسے طبقے کا سامنا ہے جو اپنے عمل کا شور بھی مچاتے ہیں ہمیں اپنے تقووں کی نمائش بھی کرتے ہیں اور اس زمانے میں وہ ان احادیث کے بھی مصداق ہیں جن میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جن کے عمل وزن سے خالی ہیں نبی ﷺ نے فرمایا ''یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ''(صحیح بخاری کتاب الدیات باب قتل اخوارج والملحدین رقم الحدیث:6418)

جیسے تیر شکار سے ہو کر باہر نکلتا ہے تو اس پہ خون لگا ہوتا ہے نہ گوبر، ایسے وہ ساری زندگی دین دین کرتے کرتے مٹ جاتے ہیں مگر قیامت کے دن عمل کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہوگی ،اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ تعالی متعدد مقامات پر لائے،

دل کے کان کھول کے سننا ، صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ''یَخْرُجُ فِیْکُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلَاتِھِمْ وَصِیَامَکُمْ مَعَ صِیَامِھِمْ وَعَمَلَکُمْ مَعَ عَمَلِھِمْ وَیَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ'' (کتاب فضائل القرآن باب باب إِثْمِ مَنْ رَاءَى بِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ أَوْ تَأَكَّلَ بِهِ أَوْ فَخَرَ بِهِ رقم الحدیث:4670)

تم میں ایک قوم نکلے گی ،کیا وہ گرنتھ پڑھیں گے ،کیا وہ تورات پڑھیں گے ،کیا وہ انجیل پڑھیں گے ،نہیں نہیں ،فرمایا ''یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ'' وہ قرآن پڑھیں گے ،ایک قوم نکلے گی ،کیا وہ گرنتھ پہ عمل پیرا ہوں گے؟ بظاہر بے عمل ہوں گے؟ عیاش بدمعاش ہوں گے؟ کس طرح کے ہوں گے؟ فرمایا ، بظاہر اتنے تقوے کے دعویدار ہوں گے کہ ،''تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلَاتِھِمْ'' صحابہ بعد والوں کی بات نہیں ،تم اپنی نمازکو ان کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے ۔اور تم ''صِیَامَکُمْ مَعَ صِیَامِھِم'' اپنے روزے کو ان کے روزے کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے ،اپنے عمل کو ان کے عمل کے مقابلے میں حقیر سمجھو گے۔صحابہ تم یہ کہو گے جتنی نمازیں یہ پڑھتے ہیں اتنی ہم نہیں پڑھتے ،جتنے روزے یہ رکھتے ہیں اتنے ہم نہیں رکھتے ،جتنے نیکی کے کام ان کے ہیں اتنے ہمارے نہیں ، بظاہر وہ اپنے عمل کا ڈھنڈورا پیٹیں گے اور پروپیگنڈا propaganda کریں گے کہ تم یہ سمجھو گے کہ ہمارا تو ان کے مقابلے میں کوئی عمل ہی نہیں لیکن ہوگا کیا ''لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ'' یہ سب کچھ حلق سے اوپر اوپر ہوگا، اندر کچھ بھی نہیں ہوگا ،''یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ'' یوں خالی ہوں گے جیسے تیر شکار سے خالی نکل جاتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالی ظاہر کر رہے ہیں کہ عمل ہے لیکن بالکل پلپلا اور کھوکھلا سا جس کی کوئی ویلیو value نہیں جس کی کوئی قدر نہیں ،قدر تب ہو جب نیت صحیح ہو اور نیت تب صحیح ہوتی ہے جب عقیدہ صحیح ہو، جو عمل نبی ﷺ کی بیس base بنا کر عمل کیا جائے گا ،اور ضرور کیا جائے گا تو قیامت کے دن اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بڑے وزن والا ہوگا ،اس کی مثال بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں موجود ہے، یہ محض مفروضہ نہیں حدیث ہے ، محبوب ﷺ فرمانے لگے ، فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَوْ أَنَّ أَحَدَکُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَھَبًا مَا أَدْرَکَ مُدَّ أَحَدِھِمْ وَلَا نَصِیفَہٗ

مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بعد والے اگر احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرلیں، صحابہ کے ایک مد یا نصف مد تک نہیں پہنچ سکتا، (سنن ابن ماجہ باب فضل اھل بدر : رقم الحدیث : 157)

اب پتہ چلا کہ صحابہ بھی عمل کرتے تھے، اب یہاں پر جن کی بات ہو رہی ہے، ان کا ایمان صحیح ہے لیکن صحابہ میں سے نہیں ہے، ان کو وہ عشق حاصل نہیں جو صحابہ کو حاصل تھا، ان کی وہ عید نہیں جو صحابہ کی روز ہوتی تھی تو یہاں اتنا فرق پڑ گیا، ایمان بھی ہے عقیدہ بھی صحیح ہے لیکن فرق کتنا ہے ،ایک طرف ایک کلو، ایک کلو ہے اور دوسری طرف ایک کلو اُحد پہاڑ سے بھی بڑھ گیا ہے۔ ادھر ایک مٹھی جو صدقہ کریں اور دوسری طرف ہے احد پہاڑ صدقہ کریں تو پتہ چلا کہ رب العزت حسن عقیدہ پر ریٹ rate لگاتا ہے، جس قدر عشق زیادہ ہوتا ہے، اس قدر رب ذوالجلال نیکی کو وزن بھی زیادہ لگاتا ہے ،دونوں طرح کے مومن ہیں غیر صحابی صحیح العقیدہ کام کرنے والا بھی اور صحابہ کا کام بھی مگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وزن کا فرق بیان کر دیا

ابن ماجہ شریف کی حدیث مبارکہ میں یہاں تک آ گیا کہ

فَلَمُقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَه

(سنن ابن ماجہ باب فضل اھل بدر رقم الحدیث : 158)

ایک طرف غیر صحابی کا زندگی بھر کا عمل رکھیں اور دوسری طرف صحابی کی لمحہ بھر کی نیند رکھیں، اس کی نیند والا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔

آخر یہ وزن کیوں بنا؟ اسکی بیس base کیا ہے، اس کا سبب کیا ہے؟ رب کعبہ کی قسم، حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی دہلیز پر بیٹھ کر پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں، فرق صرف اتنا ہے، ان کا جو مقام عشق تھا، وہ بعد والوں کا نہیں، انہیں جو عشق کی معراج اور مقام صحابیت حاصل تھا، وہ بعد والوں کا حصہ نہیں ہے تو رب ذوالجلال اس کے مطابق عمل کی ویلیو value بناتا ہے اور جہاں عقیدہ ہی صحیح نہ ہو، یقین ہی نہ ہو اور پلپلا پن ہو، وہاں کیسے وزن بنے گا، امام بخاری اسی بات پر اپنی کتاب ختم کرنا چاہتے ہیں کہ صحت عقیدہ اور نیت صحیحہ کے ساتھ عمل کرنا ہے اور مسلسل کرنا ہے، اس میں کوئی چھٹی بھی نہیں ہے، کوئی بڑے سے بڑا ہو یا چھوٹے سے چھوٹا، ہر ایک کو عمل کے میدان میں ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیے، کمر بستہ رہنا چاہئے اور ساتھ یہ طریقہ بھی بتا دیا کہ جب عشق رسالت مآب ﷺ حاصل ہو گا اللہ عزوجل ذرے کو بھی آفتاب بنا دے گا۔

اس سلسلہ میں ایک اور حدیث مبارک ابو داؤد شریف میں موجود ہے۔ حضرت عمرو بن اقیش رضی اللہ تعالی عنہ ابھی کافر تھے اور مدینہ شریف مسلمانوں کے قریب رہتے تھے ایک دفعہ اپنی برادری کے لوگوں سے پیسے مانگنے کیلئے آئے جس گھر کا بھی دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ سارے گھر والے اُحد میں گئے ہوئے ہیں بالآخر کسی سے پوچھا کہ اُحد میں کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ اُحد میں جنت تقسیم ہو رہی ہے کٹر کافر جب یہ جملہ سنتا ہے تو کہتا ہے کہ میں بھی جنت خریدتا ہوں وہاں سے ارادہ کیا اُحد میں چلنے کے لیے کیا دیکھتے ہیں کہ حق و باطل کا معرکہ ہو رہا ہے صحابہ کرام بدن پہ اسی اسی زخم کھائے ہوئے ہیں جس وقت عمرو بن اقیش رضی اللہ تعالی عنہ اس مقام پر پہنچے تو صحابہ نے دور سے دیکھا کہ یہ کافر ہماری طرف آ رہا ہے سب نے کہا ''إِلَيْكَ عَنَّا يَا عَمْرُو'' عمرو ادھر نہ آنا ادھر دوسری طرف کے کافر بھی ہیں تم بھی کافر ہو مکہ کے کافر بھی آئے ہوئے ہیں اور تم ہمارے پڑوس کے کافر ہو تم کوئی غداری کرنے آ رہے ہو ،حملہ کرنے آ رہے ہو۔ عمرو بن اقیش رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے وہ زمانہ گزر گیا جب میں تم پر حملے کیا کرتا تھا، میں آج تم پر حملہ کرنے نہیں تمہارے دشمنوں کو پچھاڑنے آیا ہوں بلکہ ''إِنِّي قَدْ آمَنْتُ'' میں تو کلمہ پڑھنے آیا ہوں تمہارے پاس پہنچا ہوں تو پتہ چلا ہے کہ جنت بٹ رہی ہے میں بھی جنت خریدنے آ گیا ہوں اسی کے ساتھ ہی کہا میں ایمان لایا، لڑے زخمی ہو گئے اور زخمی حالت میں گھر پہنچایا گیا جب گھر پہنچے تو رسول ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ کہ جا کر ان سے انٹرویو interview کرو، آج آئے تھے اور جا رہے ہیں، دنیا کو پتہ چلے کہ عمل کی ویلیو کیسے بنتی ہے؟ کس مقام پر جا کے بندے کو یہ عروج ملتا ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ نے انکی ہمشیرہ سے کہا کہ تمہارے بھائی کی جان نکلنے والی ہے، تم ذرا منہ قریب کر کے

پوچھو، ان سے سوال کرو، ''حَمِيَّةً لِقَوْمِكَ أَوْ غَضَبًا لَهُمْ أَمْ غَضَبًا لِلّٰهِ''
یہ جو ہمارے ساتھ آج کھڑے ہوئے، کیا بنیاد تھی؟ کیا انہوں نے یہ سمجھا کہ مدینہ شریف ہمارا علاقہ ہے، مکہ والے کون ہوتے ہیں کہ ہمارے علاقے پر حملہ کر جائیں، کیا علاقائی تعصب سے ہمارا ساتھ دیا ہے یا ایمان کی بنیاد پر، ان سے پوچھو، ہمارے ساتھ کیوں نکلے، اب بدن بدن زخمی ہے،

چاروں طرف سے کانٹوں میں گھرا ہوا ہے پھول
پھر بھی کھلا ہوا ہے ،عجب خوش مزاج ہے

ہمشیرہ نے پوچھا، کل تک تو تم ان کے دشمن تھے جن کی صف میں آج اس قدر زخمی ہو اور شہید ہونے والے ہو، بتاؤ سہی، آج کافروں کو تلواریں مارنے کا سبب کیا تھا؟ کیا علاقائی مسئلہ تھا کہ مکہ والوں کو یہاں آنے نہیں دینا، ذاتی جھگڑا تھا یا کوئی ایمانی معاملہ تھا کہ یہ اللہ تعالی کے منکر ہیں، اللہ تعالی کے نبی ﷺ کے منکر ہیں۔

مکہ شریف کے لوگوں کے خلاف تم نے ایکشن (Action) کیوں لیا؟ ان کی سانس اکھڑ رہی ہے اور لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہنے لگے ''بَلْ غَضَبًا لله وَلِرَسُولِهِ،،،، میری بہن بتا دینا، کوئی اور سبب نہ تھا۔ مجھے غیرت آئی کہ میرے رب کا دشمن ہو اور مدینہ شریف سے بالکل سلامت چلا جائے، یہ ہو کیسے سکتا ہے؟ میں نے اس لیے اپنے آپ کو چھلنی کروایا ہے کہ مجھے رب سے بھی پیار ہے۔ رب کے نبی ﷺ سے بھی پیار ہے۔ حالانکہ سوال ایک تھا کیا اللہ کے لئے؟ فرمایا، اللہ اور رسول ﷺ دونوں کے لیے، بَلْ غَضَبًا لله وَلِرَسُولِهِ،،، اللہ کے لیے اور رسول ﷺ کے لیے، میں اس لیے نکلا ہوں تاکہ مجھے یہ معراج حاصل ہو کہ میں اپنے محبوبوں کی توہین برداشت نہیں کر سکتا۔ اب بتاؤ کتنے سبق پڑھے؟ کتنے کورسز (Courses) کیے؟ کتنا وقت گذرا؟ کتنے تقویٰ و طہارت کے اسلوب سیکھے ابھی منٹ (Minut) تو گذرا نہیں ادھر کلمہ پڑھا ہے۔ اُحد میں کودے ہیں، جام شہادت نوش کیا ہے، صحابہ کہتے ہیں عجیب مرد تھا ''فَمَاتَ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَا صَلّٰى لِلّٰهِ صَلَاةً،،،

(سنن ابی داؤد کتاب الجهاد باب فيمن يسلم ويقتل مكانه في سبيل الله رقم الحديث 2175)

ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی سیدھا جنت میں داخل ہو گیا ہے۔

یہ وہ طریقہ ہے جس سے عمل کی قدر بن جاتی ہے۔ عقیدہ تھا تو جنت ملی، وقت ملتا تو نماز ضرور پڑھتے، کمی نہ کرتے لیکن یہ بتایا گیا کہ اصل (bace) بیس کیا ہے بخاری شریف میں ہی دوسری جگہ بتایا گیا ہے کہ صحابہ! تم ان کی نمازوں اور روزوں کے سامنے اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھتے ہو، وہاں نمازیں ہی نمازیں ہیں لیکن مقدر میں پھر بھی جہنم ہے اور یہاں ایک نماز بھی نہیں پھر بھی ڈائریکٹ (Direct) جنت مل گئی ہے تو یہ بیان ہے کہ رب ذوالجلال عمل کو وزن کیسے عطا فرماتا ہے۔ آج اس مقام پر اس آخری حدیث شریف میں ہمیں یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ عمل کا وزن بنے گا تو کس انداز میں بنے گا۔ امام بخاری نے ہمیں وزن بنانے کے طریقے بتائے ہیں اور آج امت مسلمہ جن حالات میں پھنسی ہوئی ہے یہ بات سمجھنا از حد لازم ہے۔

ادارہ صراط مستقیم پاکستان اس ملک میں اور بیرون ملک قرآن وسنت کی اسی آواز کو اجاگر کر رہا ہے کہ ہمارا وزن کیوں ہلکا ہوتا جا رہا ہے۔ ہماری حیثیت کیوں بگڑتی جا رہی ہے؟ مسلم امہ کی وہ دھاک کیوں نہ رہی؟ پہلے والی سطوت کیوں ختم ہوگئی؟ میرے محبوب علیہ السلام نے اس موضوع کو بھی بیان کیا اور فرمایا ''يُوْشِكُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمُ الْأُمَمُ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا (سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب تداعی الامم علی الاسلام رقم الحدیث 3745)

میرے صحابہ! وہ وقت آ رہا ہے کہ تم پر قومیں یوں ٹوٹ پڑیں گی جیسے بھوکے پیاسے پلیٹ پر ٹوٹ پڑتے ہیں پلیٹ ایک ہوتی ہے اور سارے اسے کھانے کے لیے آ جاتے ہیں اور سوچو! یہ بھی نبی کریم ﷺ کی غیب دان آنکھ ہے، بالکل حدیث مبارک کے مطابق آج امت تڑپ رہی ہے رو رہی ہے آج دشت لیلیٰ میں ایک لاکھ سے زیادہ روحیں آواز دے رہی ہیں۔ آج کیوبا کے پنجروں میں بند مسلم امہ کا بیٹا درد سے کراہ رہا ہے۔ آج ابوغریب کی جیلوں میں مسلمانوں کے بیٹوں کو کتوں کا نوالہ بنا دیا گیا ہے۔ آج یہودی اور عیسائی مسلم امہ کے گھروں کی تلاشی لیتے پھر رہے

ہیں ۔ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ امت کا وزن کیسے کم ہوا؟ کیوں ہماری حیثیت کم ہونے لگی اور ہوتی جارہی ہے۔

یہ بھی غیب کی خبر ہے''یُوْشِکُ أَنْ تَدَاعَی عَلَیْکُمْ،،،،باب تفاعل ہے یعنی ایک دوسرے کو بلائیں گے دعوت دیں گے آؤ چلو مل کر مسلمانوں کو لوٹیں،لفظ امم کا بولا اور جدید عربی میں اقوام متحدہ کو الامم المتحدہ،،کہا جاتا ہے اور اس بے ضمیر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا وہ لفظ'' الامم،،اس وقت سے بیان کیا جارہا ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ایسا اتحاد بنے گا جو مسلم امہ کا خون نچوڑنے کے لیے ہوگا''امم،،آجائیں گی اور مسلم امہ کے وسائل پر ٹوٹ پڑیں گی ،عراق ہو خواہ افغانستان ،پاکستان ہو خواہ کشمیر،چیچنیا ہو خواہ فلسطین،سارے جھوٹے مل کر آجائیں گے،سارے کافر اتحاد کر کے آجائیں گے جیسے پلیٹ(Plate)پر بھوکے لپکتے ہیں،لوٹتے ہیں،جھپٹتے ہیں اور کھا پی جاتے ہیں ۔میرے محبوب علیہ السلام کے جملے سنو اور ان کے علم غیب کو خراج تحسین بھی پیش کرو۔

تیری نظر خار زار شب میں گلاب تحریر کر چکی تھی
اجاڑ نیند وں کے خواب میں انقلاب تحریر کر چکی تھی
میرے ذہن کے فلک پر جب سوال چمکے تو میں نے دیکھا
تیرے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی تھی

محبوب علیہ السلام نے جب یہ بیان فرمایا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس دن ہم تھوڑے ہوں گے؟ یہ ملت تھوڑی ہوگی؟ کلمہ گو تھوڑے ہوں گے؟ فرمایا صحابہ! میری امت عدد میں کم نہیں کہیں زیادہ ہوگی،آج چھپن سے زائد اسلامی ممالک ہیں اور یہ خبر حرف بحرف درست ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا کہ ہم نکلتے ہیں تو دشمنوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں ۔ہمارے گھوڑوں کی آواز سے قیصر وکسریٰ کانپ جاتے ہیں ہمارے سائے سے بھی شیطان بھاگتا ہے حالانکہ ہم کروڑوں کی تعداد میں بھی نہیں تو جب امت کروڑوں کی تعداد میں ہوگی تو کیوں ایسی صورتحال ہوگی کہ پلیٹ بن جائیں گے؟ فرمایا ،وَلَیَقْذِفَنَّ اللّٰہُ فِی قُلُوبِکُمُ الْوَھْنَ،،(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب تداعی الامم علی الاسلام رقم الحدیث 3745)

میرے صحابہ!ان کا وزن پورا نہیں رہے گا''الْوَھْن،،آجائے گا وزن نہیں رہے گا امت مریض ہو جائے گی صحابہ!تم فولادی ہو بعد والے ریتلے ہو جائیں گے۔ان کا وزن نہیں ہوگا جس کی وجہ سے کروڑوں کی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی بھیڑ،بکریاں بن جائیں گے۔صحابہ کرام نے پوچھا،،مَا الْوَھْنُ،،وہن کیا ہوتا ہے؟

وہ مریض کتنا بے وقوف ہوگا کہ جس کے مرض کی نشاندہی صدیوں پہلے کر دی گئی ہو صرف نشاندہی ہی نہیں نسخہ بھی بتا دیا گیا ہو اور وہ پھر بھی کراہتا رہے روتا رہے،ٹکریں مارتا رہے در بدر ٹھوکریں کھاتا رہے،وائٹ ہاؤس (White House) کے چکر لگائے،اسرائیل کے دار الحکومت میں جا کر بیٹھ جائے اور غیروں کے دروازوں سے جا کے ٹکڑے مانگے آج بھی اسلام کا بیٹا گنبد خضریٰ کی طرف پلٹ کر دیکھے تو سہی سرکار ﷺ نے سارے نسخے عطا فرمائے ہیں خیر الکلام ہے محبوب علیہ السلام کے دو لفظ ہیں اور سارے مسئلوں کا حل بیان کر دیا گیا ہے۔

سوال یہ تھا کہ وہن کیا ہے فرمایا ''حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ،،(سنن ابی داؤد کتاب الملاحم باب تداعی الامم علی الاسلام رقم الحدیث 3745)

وہن یہ ہے کہ دنیا سے محبت آجائے گی اور موت سے نفرت ہوگی ۔یہ دو چیزیں امت میں آجائیں گی''حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْت،، امت کا وزن ٹوٹ جائے گا،کم ہو جائے گا،امت وزن والی نہیں رہے گی ،امت کے اعمال برے ہوں ہوں گے،بے عمل ہو جائے گی اس وقت زمین پر بہت کم ہوں گے جن کا وزن ہوگا۔میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْھَبُ الصَّالِحُونَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَیَبْقَی حُفَالَۃٌ کَحُفَالَۃِ الشَّعِیرِ أَوْ التَّمْرِ لَا یُبَالِیھِمْ اللّٰہُ بَالَۃً(صحیح بخاری کتاب الرقاق باب ذھاب الصالحین رقم الحدیث 5954)

میرے محبوب علیہ السلام نے جن کو تربیت دی وہ ایک ایک کر کے اٹھ

جائیں گے ،صالحین چلیں جائیں گے اور جو باقی رہ جائیں گے وہ ایسے ہوں گے جیسے ردی کھجوریں یا جو کا چھان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ یہ لغوی معنی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کوتو کسی کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہے ،مطلب کیا ہے کہ کچھ چہرے ایسے ہوتے ہیں جب وہ زمین پر چلتے ہیں تو رحمتیں جھوم کر برستی ہیں ان کی وجہ سے نبض ہستی گرم رہتی ہے ان کی وجہ سے کائنات کا نظام چلتا رہتا ہے یہ بخاری شریف میں بھی ہے کہ ایک ایک کر کے وہ لوگ چلے جائیں گے جن کیوجہ سے زمین اب بھی قائم ہے فرمایا ان کی پھر کوئی ویلیو(Value) ہی نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ ان کا کوئی لحاظ ہی نہیں فرمائے گا جب لحاظ ہی نہیں ہوگا تو یہ ہے مطلب کہ وزن کم ہوجائے گا محبت دنیا آجائے گی تو وزن کم ہوجائے گا ۔موت سے نفرت ہوگی تو وزن کم ہوجائے گا موت سے نفرت سے مراد یہ ہے ایک طرف حلال اور دوسری طرف حرام یہ کہتا ہے، زندگی مزے سے گزارنی چاہئے اگرچہ حرام سے گزارنی پڑے ۔ایک طرف سنت ہے دوسری طرف فیشن ہے یہ کہتا ہے زندگی تو اچھی فیشن میں گذاردوں، سنت کا جو بنتا ہے بنتا رہے گا، اس طرح کی جب صورت حال ہوگی اور اسلام کی خاطر جان دینا مشکل ہوگی تو وزن کم ہوجائے گا۔

اب یہاں پر وہ لوگ ہرگز مراد نہیں جو مسلم امہ میں دھماکے کر کے مسلمانوں کے ہی چیتھڑے اڑا رہے ہیں وہ تو خود پیسے کے پجاری ہیں اوران کا یہ فعل موت سے نہیں بلکہ مال سے محبت کی وجہ سے ہے، موت سے محبت وہ ہے جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے موت کے منہ میں آنکھیں ڈال کر بتایا تھا۔

شراب عشق احمد ﷺ میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے
کہ جاں دیکر بھی ایک دو گھونٹ مل جائے تو سستی ہے

اب ہمارے نبی ﷺ نے علاج تو بیان فرما دیا ہے ہمارا کام کیا ہے فقط سننا اور سن کر سبحان اللہ کہنا اور نعرے لگانا ہے نہیں نہیں امام بخاری علیہ الرحمۃ نے یہ مقام بھی بیان کیا کہ مجمع میں بیٹھ کر بات سننی اور سمجھنی کیسے ہے ۔کیا آداب ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علم حاصل کرنے کا انداز یہ تھا کہ علم برائے عمل ہو نہ کہ کوئی صرف اس لیے سنے کہ کل میں بھی تقریر کروں گا۔تو یہ بات بھی کروں گا میری تقریر پر بھی نعرہ لگے گا کوئی کہے کہ میں مضمون لکھوں گا تو یہ بات شامل کروں گا، میرا مضمون بھی بڑھ جائے گا نہیں نہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باقاعدہ وہ ابواب شامل کیے جن میں یہ موجود ہے کہ جس نے بھی حدیث مبارکہ سنی اپنے لیے سنی ہے کہ میں اس لیے سن رہا ہوں کہ سن کر عمل کروں گا ،یہی ان علماء (فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) سے میری گذارش ہے کہ ایک ہے کسی کے لیے پڑھنا، ایک ہے پہلے نمبر پر اپنے لیے پڑھنا ،اپنی اصلاح کے لیے پڑھنا، ہر بندہ سنے تو پہلے اپنے لیے سنے کہ خود اس پر عمل کروں گا۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ صحیح مسلم شریف میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ **يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهَا ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا (صحیح مسلم کتاب الایمان باب النھی عن الحلف بغیر اللہ رقم الحدیث 3104)**

نبی کریم ﷺ نے آباء کی قسمیں اٹھانے سے منع فرمایا کہ کوئی اپنے آباء کی قسم نہ اٹھائے ، کہنے لگے جب سے میں نے یہ حدیث شریف سنی ہے خدا کی قسم آج تک میں نے اپنے باپ کے نام کی قسم نہیں اٹھائی نہ اپنی طرف سے اٹھائی نہ کسی کی طرف سے حکایت کرتے ہوئے اٹھائی'' ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا '' سنا ہے اور اس پر فورا عمل کیا ہے'' ادارہ صراط مستقیم پاکستان،، کا یہی منشور ہے۔

آتی ہے دم صبح صدا عرش بریں سے
کھویا گیا کس طرح تیرا جوہرِ ادراک
کس طرح ہوا کند تیرا نشترِ تحقیق
کیا شعلہ بھی ہو سکتا ہے غلام خس و خاشاک
مہر و مہہ و انجم نہیں محکوم تیرے کیوں
کیوں تیری نگاہوں سے لرزتے نہیں افلاک
جس آنکھ کے پردوں میں نہیں ہے نگاہ پاک

ہم نے مدینہ شریف کے نسخہ پر عمل کرنا چھوڑ دیا، محبوب علیہ

السلام کا فرمان آج بھی ہمیں دعوت دے رہا ہے کہ لوٹو، پھر پلٹو پھر لوٹو، ان مقدس آستانوں کا بھی یہی پیغام ہے اس وقت ہمارا اجتماع کرنے کا مقصد بھی یہی ہے وہ پیغام جو صدیوں سے چلتا آرہا ہے۔ آج جس سے منہ موڑا جارہا ہے۔ اس پیغام کو اجاگر کیا جائے اس بات پر اپنی بات ختم کرنا چاہتا ہوں۔

''البدایہ والنہایہ،، میں لکھا ہے جب قبرص فتح ہوا: جَعَلَ أَبُو الدَّرْدَاءِ يَبْكِي، فَقَالَ لَهُ جُبَيْرُ بْنُ نُفَيْرٍ أَتَبْكِي وَهٰذَا يَوْمٌ أَعَزَّ اللّٰهُ فِيهِ الْإِسْلَامَ وَأَهْلَهُ؟ فَقَالَ وَيْحَكَ إِنَّ هٰذِهِ كَانَتْ أُمَّةً قَاهِرَةً لَهُمْ مُلْكٌ، فَلَمَّا ضَيَّعُوا أَمْرَ اللّٰهِ صَيَّرَهُمْ إِلَى مَا تَرَى، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ السَّبْيَ، وَإِذَا سَلَّطَ عَلَى قَوْمٍ السَّبْيَ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِمْ حَاجَةٌ (البدایۃ والنھایۃ)

توحضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ رونے لگے فتح قبرص میں حالانکہ بہت زیادہ مال ملا قبرص کی عورتیں، بیبیاں قیدی بنالی گئیں۔ حضرت جبیر بن نفیل رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالدرداء آج تو بڑا خوشی کا دن ہے ہنسنے کا دن ہے رب ذوالجلال نے ہمیں کتنی بڑی شان عطا فرمائی ہے۔ آج اسلام اور اہل اسلام کو عزت ملی ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ یہ کوئی رونے کا دن تو نہیں ہے فرمایا ویحک تو تباہ ہوجائے تونے میرے رونے پر تنقید کی ہے یہ پیار بھری جھڑکی تھی کہنے لگے میں بھی سمجھتا ہوں کہ آج کا دن عزت کا ہے اسلام کو بھی عزت ملی ہے مگر میں جو روتا ہوں تو اس لیے کہ یہ لوگ کیوں ذلیل ہوئے ہم نے جن کو پنجروں میں بند کر دیا ہے اور جن کے گھروں پر قبضہ کرلیا ہے۔ ''إِنَّ هٰذِهِ كَانَتْ أُمَّةً قَاهِرَةً'' یہ تو بڑی مضبوط قوم تھی ان کی اپنی حکومت تھی یہ تو کسی کو پر نہیں مارنے دیتے تھے۔ لیکن آج ہماری تلواروں کے نیچے آگئے ہیں۔

میں اس لیے روتا ہوں کہ کہیں مسلم امہ بھی یوں نہ بن جائیں مجھے آج کے حالات سے لگتا ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو افغانستان کی تورا بورا کی پہاڑیوں سے دھواں نکلتا نظر آرہا تھا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی سرزمین عراق بارود میں جلتا نظر آرہا تھا۔ کشمیر کی آزادی کی خاطر نہتے شہیدوں کے لاشے تڑپتے نظر آرہے تھے اومملکت خداداد پاکستان کے چاروں کونوں میں دہشت گردی کی لگی ہوئی آگ نظر آرہی تھی اس لیے فرمارہے تھے۔ کہ تم خوش ہو مگر میں رو رہا ہوں کہ یہ زبردست قوم ذلیل کیوں ہوئی ہے؟ ''فَلَمَّا ضَيَّعُوا أَمْرَ اللّٰهِ صَيَّرَهُمْ إِلَى مَا تَرَى'' جب یہ رب کے نافرمان ہوئے سرکش بنے بھگوڑے بنے اللہ رب العزت کے سامنے اکڑنے لگے رب کے نظام کو چھوڑ دیا اور دین کے مقابلے میں آگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جانوروں کی طرح بنا دیا آج ہم نے ان کو پنجروں میں بند کر دیا ہے۔ اے جبیر بن نفیل مجھے مسلم امہ کے بارے میں تشویش ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کل یہ امت بھی اسلام پر عمل چھوڑ جائے، شریعت مطہرہ چھوڑ جائے اسلام کے احکامات کو پس پشت ڈال کر فیشن کا کلمہ پڑھ لے، گنبد خضریٰ اور حرم پاک کے نور کو چھوڑ کر واشنگٹن کے چکر لگانے لگے مجھے اس وقت کی ہلاکتوں پر رونا آرہا ہے کہ کہیں یہ امت بھی ان کاموں کی وجہ سے ذلیل نہ ہو جائے جن کی وجہ سے آج قبرص والے ذلیل ہو رہے ہیں۔

میرے بھائیو! آج اسلام کی موجودہ صورتحال کا منظر تمہارے سامنے ہے محبوب علیہ السلام نے فرمایا تھا ''بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ،، (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بَيَانِ أَنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا رقم الحدیث 208

جب یہ اسلام چلا تھا تو اجنبی تھا، پردیسی تھا، اس کے ماننے والوں کو رسیوں میں باندھ باندھ کر مارا جاتا تھا اس کے خطیب اعظم خطیب اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر تقریر کرنے لگے تو ''فَثَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ، فَضَرَبُوهُ ضَرْبًا شَدِيدًا''، مشرکین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور آپ کو شدید مارا۔

''حَتّٰى مَا يُعْرَفُ أَنْفُهُ مِنْ وَجْهِهِ'' معاذ اللہ اتنا آپ کے چہرے پہ مارا گیا کہ رخسارا بھر گئے، ناک اور رخسار کا فرق ختم ہوگیا۔

یہ غریب الوطن اسلام کی ابتداء کا زمانہ تھا جب نکلا تو سطوت آئی، عروج مل گیا فرمایا ''وَسَيَعُودُ غَرِيبًا،، پھر غریب ہو جائیگا، پھر اجنبی ہو جائے گا، آج وہ اسلام اجنبی ہے، پردیسی ہے غریب الوطن ہے

اسلام کا گھر نہیں ہے شام کا وقت ہوتا ہے اسلام کہتا ہے، میرا کلمہ پڑھنے والو! مجھے گھر رکھو مدینہ شریف سے آیا ہوں، مکہ شریف سے آیا ہوں ،بدری ہوں ،حرائی ہوں ،مکی ہوں، مدنی ہوں، کربلائی ہوں تمھارے پاس رات رہنا چاہتا ہوں، دوستو! کیا یہ عشق ہے کہ اسلام رات کہیں اور جا کے گزارے ہمارے پاس تیری جگہ نہیں ہے کل پھر یہ اسلام بھی نہیں پوچھے گا، اے ملت کے سپوتو! داتا کے دیوانو! ادارہ صراط مستقیم یہ چاہتا ہے کہ آج اسلام کو گھر دیا جائے، دل پیش کیا جائے، دفاع دیا جائے اور اسلام کو یہ باور کرایا جائے کہ اسلام جی بھر کر رہو، ہمارے گھر (V C R) وی سی آر نہیں چلے گا، ڈش نہیں چلے گی، میوزک نہیں چلے گا، سودی کاروبار کا لقمہ نہیں ہوگا، نماز قضا نہیں ہوگی، یہ باور کرائیں گے تو اسلام گھر میں رہے گا ورنہ شکایت کرتا رہے گا۔ کہ کون تھے میرے ماننے والے؟ میرے متوالی، مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے؟ لہذا یہ اس وقت ہمارے لیے سب سے بڑا چیلنج ہے اور مدارس میں پڑھنے پڑھانے اور عوام تک یہ بات پہنچانے کا بھی یہی مقصد ہے کہ دین کو گھر دیا جائے اور آباد کیا جائے ۔میں اس مقدس دہلیز پر بیٹھ کر اس بات کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گا کہ ہمیں اپنی صلاحیتیں اور توانائیاں راست سمت میں رکھنی چاہییں۔ آج محافل نعت میں جو خرافات داخل کی جا رہی ہیں یہ ہمارے دشمن کر رہے ہیں۔ تا کہ معاذ اللہ محفل مقدس کو مجرا کہنے میں ان کے پاس دلیلیں موجود ہوں کہ دیکھو! یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ مزارات پر بھنگڑے ڈالنے والے، دھمالیں ڈالنے والے اور بھنگیں پینے والے اس مسلک کے دشمن ہیں جو غیروں کو دلیلیں فراہم کرنا چاہتے ہیں اور غیروں کے بھیجے ہوئے ہیں تا کہ یہ مقدس آستانے جن کے بارے شاعر مشرق نے حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی کی قبر کے بارے میں لکھا تھا۔

حاضر ہوا میں شیخ مجدد کی لحد پر
وہ خاک جو زیر فلک ہے مطلع انوار
جس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار

ہمارے قومی شاعر ڈاکٹر محمد اقبال کے نزدیک اللہ تعالی کے اولیاء کرام جس مٹی میں دفن ہوتے ہیں وہاں انوار کی جلوہ گری ہوتی ہے اور اس مٹی کے ذرات ستاروں سے زیادہ چمکتے ہیں اولیاء اللہ کے مزارات فرشتوں کی آمد و رفت کے مراکز ہیں ان مقامات پر بھنگیوں اور چرسیوں کی خرافات سے فرشتوں کو اور اصحاب مزارات کو تکلیف ہوتی ہے۔

ادارہ صراط مستقیم کا یہ پیغام ہے کہ ہر مرقد، ہر درگاہ کے متولی اور ذمہ دار حضرات اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہوئے ایسے مراکز سے ان ملنگوں کو ہٹائیں، ایسے مراکز جو مقدس آستانے ہیں جہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور فرشتوں کی جماعتیں آتی ہیں۔ فرشتوں کے متعلق تو میرے محبوب علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ (صحیح مسلم کتاب المساجد باب نھی من اکل ثوما او بصلا رقم الحدیث: 876)

کوئی شخص (کچے) بصل (پیاز) لہسن، گندانہ کھالے تو میری مسجد میں نہ آئے کیونکہ جن اشیاء سے انسان کو تکلیف محسوس ہوتی ہے ان سے فرشتوں کو بھی تکلیف محسوس ہوتی ہے۔

جو ساری دنیا کو مسجد میں بلانے آئے تھے انہوں نے اس مقام پر روک دیا تا کہ فرشتوں کو تکلیف نہ ہو، اہلسنت کے روشن ضمیر سجادہ نشین یقینا اس پر عمل پیرا ہوں گے لیکن جہان جہاں سستی ہو رہی ہے اور محکمہ اوقاف میں موجود ہونے کے باوجود اس بات کی طرف توجہ نہیں کر رہے انہیں سوچنا چاہیے کہ یہ ہماری درگاہیں ہیں۔ یہاں سے ہماری بیٹریاں چارج ہوتی ہیں یہاں رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ لہذا کوئی ایسا کام نہ ہو جس سے فرشتوں یا انسانوں کو تکلیف ہو انہیں بھنگیوں سے پاک کیا جائے۔ اور ہر طرح کے لوفر لوگ جو تشیع کی چراگاہوں سے نکل کر ہمارے ان مقامات پر قبضے جمانا چاہتے ہیں ان کو دور کیا جائے، بالخصوص حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کی دہلیز جہاں پر معاذ اللہ! قادیانیوں جیسے لوگ بھی اپنی سرگرمیاں بڑھا رہے ہے، ایسے لوٹوں اور مردودوں پر مکمل پابندی ہونی چاہیے اور جتنے لوگ جس جس لحاظ سے بھی خرافات داخل کر رہے ہیں سب کا ہر لحاظ سے احتساب ضروری ہے۔ وزن بڑھانے کے لیے یہ ضروری ہے

کہ آنکھ پاک ہو، کان پاک ہو، بلکہ سارا جسم پاک ہو آج کا نوجوان جو میوزک کے نشے میں دھت ہے جس کی آنکھ گندی ہو چکی ہے اسے سوچنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے۔ "کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ" ہر آنکھ جو (نظر بد سے غیر محرم کی طرف) اُٹھتی ہے وہ بدکار ہے۔(جامع ترمذی کتاب الادب باب ماجاء کراھیۃ خروج المرأۃ رقم الحدیث:2710)

آنکھ بدکار ہو تو نیکی کا وزن کیسے بنے گا؟ نیکی میں حلاوت کہاں سے آئے گی؟ روحانیت کہاں سے آئے گی؟ اس لیے عمل بھی ہمارا حصہ ہے عمل کی دعوت بھی ہمارا حصہ ہے۔ میوزک اور گانے باجے سے روکنا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ اور دیگر علمائے حق کی شروع سے تحریک ہے ،تقدس اور تقویٰ کی اذانیں پڑھنا، ہمارے وہ نغمے ہیں جو بدر و حنین سے چلے اور آج بھی ہمیں ان پر قائم ہونا ہے، صحت عقیدہ کے ساتھ ساتھ پوری عملی حیثیت استوار کرنا، اجاگر کرنا اور ساری خرافات کے مقابلے میں ڈٹ جانا ہمارا مشن ہے۔ ہم اپنے مسلک کی بولی لگانے دیں گے نہ کسی کے خودساختہ اجتہاد کی بھینٹ چڑھانے دیں گے نہ کسی بدعمل کو اس کا سوداگر بننے دیں گے یہ ان اسلاف کا ورثہ ہے اور انشاء اللہ ان کی بتائی ہوئی شریعت وطریقت کے مطابق ہمیشہ پہرہ دیا جائے گا۔

اٹھو! میری ملت کے سپوتوں کو جگا دو
بارش میں بھی سوئے ہوئے آہو کو اُٹھا دو
خطرہ ہے ہلالی نہ کہلائیں صلیبی
اس فتنے کی چنگاری کو تھوکوں سے بجھا دو
ایوان جو کرتا ہے تیرے ایمان پر حملے
اس فسق کے اڈے کی بنیادیں ہلا دو
خربوزہ پہ پہرے کا اگر حقدار ہے گیڈر
تو مالی کو بھی جینے کا کوئی دستور بتا دو
حق بات بتانے سے جسے ہوتی ہے الرجی
معجون مدینہ کی اسے اک ڈوز کھلا دو
آصفؔ کا ہے یہ تجھ کو پیغامِ محبت
اس ملک کی بگڑی کو قرآں سے بنا دو

سوشل میڈیا اور علماء ومشائخ کی ذمہ داریاں

مولانا محمد رضاء المصطفیٰ قادری عطاری
فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے انسان کو اشرف بنایا اور اس کو ’’لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم‘‘ کا شرف عطا فرمایا انسان کے سواء تمام مخلوق کو حضرت انسان کے لیے اور انسان کو اپنی عبادت و بندگی کے لیے پیدا کیا انسان کی ہر دور میں جو ضرورت تھی وہ پوری ہوتی رہی اور مزید وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں ترقی بھی ہوئی جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ’’ویخلق مالا تعلمون‘‘ اور اللہ تعالیٰ وہ چیزیں بھی پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے ۔ابتداء تاریخ اسلام میں مسلمان زراعت کرتا تھا اور اس وقت زرعی دور تھا اتنی زیادہ ترقی نہیں تھی پھر صنعتی دور آیا ہر طرف کارخانے اور مشینیں آگئیں، مشینوں کے ساتھ انسان بھی مشین بن گیا ہے۔

ہے دلوں کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس و مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

صنعتی اور مشینی دور کے بعد اب انفارمشین (Information) کا دور ہے دنیا گلوبل ویلیج (Globle Willage) عالمی گاؤں بن چکی ہے۔ اسلام چونکہ ایک آفاقی اور عالمگیر دین ہے ہر زمانے کا اور ہر جگہ کا دین ہے اس لیے اسلام کی تشریحات وتعلیمات ہر زمانے کے تقاضوں کے مطابق کرنا اور اپنے حلقہ احباب میں اس کی تربیت کرنا علماء ومشائخ کی بھاری ذمہ داری ہے۔

استاذی المکرم کنز العلماء ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی فرمایا کرتے تھے کہ نماز عصر کے امام کو عصر کے تقاضوں سے آگاہ بھی ہونا چاہیے جو زمانے کے تقاضوں سے آگاہ نہ ہو وہ عالم نہیں جاہل ہے۔ موجودہ دور میں سوشل میڈیا(Social media) کا استعمال عام ہو چکا ہے انٹرنیٹ (Internet)اور سوشل میڈیا کروڑوں انسانوں کی زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے اسلام کے اندر چونکہ رہبانیت تجرد کی زندگی کی شرعاً ممانعت ہے اس لیے معاشرے سے علیحدہ اور الگ تھلگ رہ کر آپ اپنا دین وایمان بچا کر دوسروں کے طاغوتی طاقتوں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ سکتے آج کل کئی مذہبی مقتداء پیشوا اپنا تقویٰ و ایمان بچا کر امن سے بیٹھے ہوئے ہیں مگر ان کے مرید ومقتدی اور محبین انٹرنیٹ ٹی وی چینلز اور سوشل میڈیا کے منفی استعمال سے بے راہروی اور گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔

پہلے وقت میں کوئی بندہ گناہ کرنے کیلئے بلیک کارنر(Black corner) یا ڈارک کارنر(Dark corner) کا انتخاب کرتا تھا کوئی خفیہ کونہ تلاش کرتا تھا مگر آج کل گناہ ایک کلک(click) پر آ گیا ہے ایک ٹچ(Touch) یا ایک کلک(Click) پر آپ گناہ تک پہنچ سکتے ہیں گناہ تک اتنی آسانی سے رسائی نے معاشرے کے اندر گناہوں اور فحاشی کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ جو بالخصوص ایک اہل علم اور اہل دین کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہنا چوروں کی رکھوالی ہے

سوشل میڈیا بشمول فیس بک(Face book)، ٹوئٹر (Twiter) وغیرہ ہر مذہب ومسلک کے ہم نواء وہم خیال افراد اپنے آپ کو جنتی اور دوسروں کو جہنمی بنانے پر تلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہر جماعت مقتداء اور لیڈروں کی گستاخیاں الٹے سیدھے تاثرات ۔زبان درازیاں گالیاں اور اللہ معاف کرے جانوروں کی تصویروں کے ساتھ سیاسی ومذہبی لوگوں کی تصویروں کو ایڈٹ(Edit) کر کے بزعم خویش دین اسلام کی خدمت کر رہے ہیں پتہ نہیں انہوں نے اپنی اس رروش سے کتنے لوگوں کو مشرف با اسلام کر لیا ہے مگر بادی النظر میں دیکھا جائے تو ایک کثیر تعداد کو اسلام سے متنفر اور بے زار ضرور کر دیا ہے اللہ تعالی کے رسول ﷺ نے کافروں کی شکلوں کا مثلہ کرنے کی ممانعت فرمائی تھی۔ نہ جانے اہل اسلام کو آج کل کیا ہو گیا ہے اخلاقیات کا جنازہ نکال کر اپنے اندر کی اصلیت کو ظاہر کرتے ہیں ظاہری بات ہے صوفیائے کرام کا تربیت یافتہ فرد تو ایسی حرکت نہ کرے گا۔

جب دین اسلام کے اندر یونانی فلسفے کی یلغار ہوئی اور دین کی عقلی تشریحات کے ذریعے ملمع سازوں نے شریعت مطہرہ کے احکامات کو اپنی مرضی سے ڈھال کر اپنی من مانی کرنی چاہی تو اس وقت کے علماء نے منطق فلسفہ کے علوم سیکھنا مسلمان علماء پر واجب قرار دیئے تاکہ دشمن کو جواب بھی اسی نہج اور انداز سے دیا جائے اچھا سپاہی وہ ہوتا ہے جو دشمن کا اسلحہ دشمن پر ہی استعمال کرے میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ اسوقت دینی علماء ومقتدا حضرات پر موجودہ دور کے ذرائع ابلاغ کا علم سیکھنا ضروری ہے بالخصوص سوشل میڈیا کا درست اور شرعی استعمال خود بھی دین اسلا کی سربلندی کے لیے کریں اور اپنے حلقہ احباب مریدین ومقتدیوں کو بھی اس کے استعمال کی تربیت کریں اگر اہل علم نے آپنی ذمہ داریاں نہ نبھائیں اور لوگوں کو نہ سمجھایا تو معاشرے میں ہونے والے گناہوں کی ذمہ داری کا وبال علمائے کرام اور مشائخ عظام کے اوپر بھی ہوگا۔

اس وقت چند ایسے امور لکھ رہا ہوں جن پر علما کی شرعی راہنمائی کی شدید حاجت ہے سوشل میڈیا پر ہونے والے چند امور کا تذکرہ۔

ملحدین اور دین سے بے زار حضرات کی دین کے مختلف پہلوؤں پر تنقید اور لوگوں کو مذہب کا باغی بنا کر ایک مادر پدر آزاد معاشرہ بنانے کا مشن۔

ظاہری بات ہے ان کا جواب جذبات اور غصے سے نہیں ہوگا مضبوط علمی دلائل اور اسلام کی احسن انداز سے تشریحات سے ہوگا۔

مختلف فرقوں کی اہلسنت و جماعت کے عقائد ونظریات کے خلاف ہرزہ سرائی اور جہلاء کے غیر شرعی امور کو جواز بنا کر لوگوں کو اہلسنت سے متنفر کرنے کی کوششیں۔لڑکوں کو لڑکی بن کر اور لڑکیوں کا لڑکی بن کر جھوٹی آئی ڈیز (I Dies) کے ذریعے لوگوں کو گناہوں پر راغب اور برانگیختہ کرنا۔فحش گندی اور حیا سوز تصوریں اور ویڈیوز اپ لوڈ (Vedios up load) کرنا اور مذہبی لوگوں کے میل باکس (Mail box) میں سینڈ (Send) کرنا۔

میری اپنے قارئین سے التماس ہے کہ سوشل میڈیا اور ہر وہ ذریعہ صرف اپنی اصلاح معاشرے کی فلاح اور دین اسلام کی سر بلندی کے لیے کریں۔

انٹرنیٹ باوضو ہو کر استعمال کریں استعمال سے قبل تعوذ وتسمیہ کے ساتھ ساتھ ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ“ شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دعا کریں اپنی شرم گاہوں کو پاک رکھیں جس طرح غیر محرم عورتوں کو سکرین کے بغیر دیکھنا گناہ ہے ویسے ہی سکرین پر دیکھنا بھی گناہ شمار ہوگا سوشل میڈیا پر دین کی تبلیغ پر ارشاد باری تعالیٰ :”ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ“ کے تقاضوں کے مطابق ہونی چاہیے فریق مخالف کو گالیوں اور جذباتی جملوں کی بجائے مضبوط علمی دلائل اور حسن اخلاق کے انداز سے (جو صوفیائے کرام نے تربیت فرمائی ہے) اپنا ہم نوا بنائیں نیز سوشل میڈیا پر وقت کی تحدید بندی کرلیں ۔زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ استعمال کریں تاکہ توازن اور اعتدال برقرار رہے ۔انفارمیشن کے اس عہد میں سائنسی وعصری ایجادات نے جہاں انسانی زندگی کو سہل اور آسان بنانے میں اہم اور مؤثر کردار ادا کیا ہے وہاں پر انسانی زندگی کے لیے کچھ مضر اور نقصان دہ امور بھی پیدا کیے ہیں ۔ بلکہ خیر کی بجائے شر اور نفع کی بجائے نقصان زیادہ پیدا کیا ہے ۔

دوسری طرف نت نئی معلومات حیران اور چونکا دینے والے علمی و سائنسی انکشافات نے پر مذہب کو اس کی بقاء کی جنگ لڑنے پر مجبور کر دیا ہے بلکہ کئی مذاہب تو سائنسی حملوں کی تاب نہ لا کر اپنی موت آپ مر گئے ہیں مگر اسلام اللہ تعالیٰ کا کامل اور آخری دین ہے تحریف سے محفوظ اور زمانے سے ہم آہنگ دین ہے۔

علماء ومشائخ کی بھاری ذمہ داری بنتی ہے نوجوان نسل کو قرآن وسنت کی تعلیمات عصرِ حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے پیش کریں موجودہ دور میں جذباتی ءغصیلے فقروں اور مخالف فرقوں کو گالیاں اور دشنام طرازی کو علمی وفکری حلقوں میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا اور نہ ہی اس نظریئے کو مقبولیت عامہ حاصل ہوتی ہے ۔جس کی بنیاد تعصب اور بے جا جذبات پر ہو بدقسمتی سے اہل اسلام کی اکثریت سوشل میڈیا پر متعصّبانہ اور جذباتی طرز عمل اپنائے ہوئے ہیں ۔اللہ تعالیٰ ہمیں سوشل میڈیا دین کی سر بلندی کے لیے استعمال کرنے اور اس کے ذریعے اصلاح کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین !

مومن اور اس کے صدقہ کی طاقت

مولانا مفتی محمد عمران رضا جلالی آف میلسی فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی قدم بہ قدم رہنمائی کے لئے قرآن پاک اتارا اور اس میں کئی بار صدقہ وخیرات کی فضیلت واہمیت واضح الفاظ میں بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے فوائد دنیا وآخرت دونوں جہانوں میں بیان کیے ہیں۔ اسلام انتہائی سادہ، آسان، عام الفہم اور کسی بھی طرح کے جبر سے پاک مذہب ہے جو ہمیں کسی مشکل میں نہیں ڈالتا۔ چھوٹی اور معمولی نیکیوں میں اتنا اجر رکھا گیا ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ اس کے رب نے اس کے لئے کس قدر آسانیاں رکھی ہیں۔

اللہ رب العزت صدقہ کی برکت سے مال میں اضافہ کر دیتا ہے، اور مالی پریشانی اور رزق میں تنگی کو دور کر دیتا ہے یہ تو دنیا کا معاملہ ہے اور آخرت میں صدقہ کی نیکیاں پھر اس کے علاوہ ہوں گی۔ جب ہم تاریخ کے آئینے میں دیکھتے ہیں کہ صحابہ کرام میں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے راستہ میں بے دریغ اور بے حساب مال خرچ کیا تو ان کے مال میں اضافہ ہی ہوتا گیا اسی طرح عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے راستہ میں بے تحاشا مال خرچ کیا تو ان کے مال میں بھی کبھی ہم نے کمی کے بارے میں نہیں پڑھا بلکہ یہ لوگ ایسے تھے کہ ان کی دنیا بھی سنور گئی اور آخرت میں بھی اللہ کی جانب سے خوشنودی کا سرٹیفکیٹ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے۔

''مَثَلُ الَّذِینَ یُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِی کُلِّ سُنْبُلَةٍ مِئَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ''

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح جس نے اگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس زیادہ بڑھائے جس کیلئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

صدقہ کئی طریقوں سے ہوسکتا ہے جس طرح کہ فرامین رسول ﷺ سے معلوم ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں چند احادیث ذکر کرتے ہیں۔

تفسیر در منثور میں امام جلال الدین علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں ''قَالَ إِن ابْنَ آدم سِتُّونَ وثلثمائة مفصل عَن کل وَاحِد مِنْهَا فِي کل یَوْم صَدَقَة فالکلمة یتکَلّم بهَا الرجل صَدَقَة وَعون الرجل أَخَاهُ علی الشَّيْء صَدَقَة والشربة من المَاء تَسقِي صَدَقَة وإماطة الْأَذَی عَن الطَّرِیق صَدَقَة'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم کے تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ہر دن ان پر صدقہ ہوتا ہے، وہ کلمہ صدقہ ہے جس کے ذریعے بندہ کلام کرتا ہے، اپنے بھائی کو کوئی چیز دے کر مدد کرنا صدقہ ہے، کسی کو پانی کا ایک گھونٹ پلانا صدقہ ہے، اور راستے سے موذی چیز کو ہٹانا بھی صدقہ ہے۔

معلوم ہوا کہ پیکر انسانی کے ہر ہر جوڑ کا صدقہ ہر انسان پر ضروری ہے اگر یہ قیمت کی صورت میں دینا ہوتا تو کتنا مشکل ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر خصوصی مہربانی فرمائی کہ یہ کام کرلیا کرو تمہارے جسم کا صدقہ ادا ہوجائے گا۔ اگرچہ یہ بظاہر چھوٹے چھوٹے کام ہیں لیکن رب ذوالجلال کے ہاں ان کا اجر بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح دیگر احادیث مبارکہ میں ایسے کاموں کا ذکر ہے جن کے کرنے کو صدقہ کہا گیا ہے جس طرح کہ مسند ابی یعلی میں ہمارے آقا ﷺ کا فرمان ہے ''أَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ، وَنُهِيٌ عَنِ الْمُنْکَرِ صَلاۃٌ'' ''وَإِنَّ کُلَّ خُطْوَةٍ یَخْطُوهَا أَحَدُکُمْ إِلَی صَلاۃٍ صَلاۃٌ'' اچھائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا صدقہ ہے اور ہر وہ قدم جو تو نماز کیلئے اٹھائے وہ بھی صدقہ ہے۔ سنن ابی داؤد میں ایک حدیث مبارکہ کے یہ الفاظ ہیں ''فَلَهُ بِکُلِّ صَلاۃٍ صَدَقَةٌ وَصِیَامٍ صَدَقَةٌ وَحَجٍّ صَدَقَةٌ وَتَسْبِیحٍ صَدَقَةٌ وَتَکْبِیرٍ صَدَقَةٌ وَتَحْمِیدٍ صَدَقَةٌ'' اس کیلئے ہر نماز صدقہ، ہر روزہ صدقہ، ہر حج صدقہ، ہر تسبیح صدقہ، اللہ اکبر کہنا صدقہ اور حمد بیان کرنا صدقہ۔

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت

کرتے ہیں کہ ''عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِی كَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَطْعَمْتَ نَفْسَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ وَلَدَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ زَوْجَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ وَمَا أَطْعَمْتَ خَادِمَكَ فَهُوَ لَكَ صَدَقَةٌ۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جوتو خود کھائے وہ تیرے لیے صدقہ ہے اور جوتو اپنی اولاد کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جوتو اپنی بیوی کو کھلائے وہ تیرے لئے صدقہ ہے اور جوتو اپنے خادم کو کھلائے وہ بھی تیرے لئے صدقہ ہے۔(مسند احمد باب حدیث الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِی كَرِبَ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا'' إِنَّ تَبَسُّمَكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ يكتب لك به صدقة ، وَإِنَّ إِفْرَاغَكَ مِنْ دَلْوِ أَخِيكَ يكتب لك به صدقة ، وَإِمَاطَتَكَ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ يُكْتَبُ لَكَ صَدَقَةٌ وَإِرْشَادَكَ لِلضَّالِّ يُكْتَبُ لَكَ بِهِ صَدَقَة '' تیرا اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھ کر مسکرانا یہ تیرے لئے اس کے بدلے میں صدقہ لکھا جائے گا، تیرا اپنے بھائی کے برتن میں کچھ ڈالنے کی وجہ سے صدقہ لکھ دیا جائے گا اور راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز کا ہٹا دینا اس کے بدلے میں بھی تجھے صدقہ کرنے کا اجر دے دیا جائے گا اور اگر تو بھٹکے ہوئے کو راستہ پر لگا دے تو اس کے بدلے میں تیرے لیے صدقہ لکھا جائے گا۔(تفسیر درمنثور سورۃ البقرہ آیت ۲۷۱)

صدقہ کی فضلیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ "أَوْ قَالَ حَتَّى يُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ'' ہر شخص اپنے صدقہ کے سائے میں ہوگا یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلہ کیا جائے گا۔(المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۲۳)

اسی طرح حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''ذكر لي أن الأعمال تباهى فتقول الصدقة أنا أفضلكم'' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ذکر کیا کہ یقینا اعمال ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں تو صدقہ کہتا ہے کہ میں تم سب سے افضل ہوں۔(المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۲۳)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ ''مَنْ كان له مالٌ ، فليتصدَّق من ماله ، ومن كان له قوّةٌ ، فليتصدَّق من قوّته ، ومن كان له عِلمٌ ، فليتصدَّق من عِلْمِه'' جس کے پاس علم ہو پس وہ اپنے علم سے صدقہ کرے، اور جس کے پاس قوت ہو وہ اپنی طاقت سے صدقہ کرے اور جس کے پاس مال ہو اس کو چاہیے کہ اپنے مال سے صدقہ کرے۔(کنز العمال)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا'' قال :إن الصدقةَ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ ، وتَدْفَعُ مِيتَةَ السُّوءِ '' کہ بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر سورۃ الاحزاب آیت ۳۵)

امام طبرانی معجم الکبیر میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:''الصَّدَقَةُ تَسُدُّ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ السُّوءِ'' صدقہ ستر بیماریوں کے دروازے بند کر دیتا ہے۔(المعجم الکبیر)

ہمارے آقا ﷺ نے فرمایا'' ردوا صدقة البلاء ولو بمثل رأس الطائر من طعام'' صدقہ مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے اگرچہ پرندے کے سر کے برابر کھانا ہی صدقہ کیوں نہ کیا جائے۔(المستطرف ص ۱۵)

اسی طرح حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَغْرِسُ غَرْسًا إِلاَّ كَانَ مَا أُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ مِنْهُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَمَا أَكَلَتِ الطَّيْرُ فَهُوَ لَهُ صَدَقَةٌ وَلاَ يَرْزَؤُهُ أَحَدٌ إِلاَّ كَانَ لَهُ صَدَقَةٌ'' جو مسلمان درخت لگاتا ہے پھر اس میں سے جتنا حصہ کھا لیا جائے وہ درخت لگانے والے کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے اور جو اس میں سے چرا لیا جائے وہ بھی صدقہ ہو جاتا ہے (یعنی اس پر بھی مالک کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے) اور جتنا حصہ اس میں سے

درندے کھا لیتے ہیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے اور جتنا حصہ اس میں سے پرندے کھا لیتے ہیں وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے جاتا ہے (غرض یہ کہ) جو کوئی اس درخت میں سے کچھ (بھی پھل وغیرہ) لیکر کم کر دیتا ہے تو وہ اس (درخت لگانے والے) کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے۔(صحیح مسلم حدیث نمبر ۴۰۵۰)

صحیح بخاری میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: ''عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور کے ذریعے۔(صحیح بخاری باب بَاب اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ)

ایسے ہی حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَنْظَرَ مُعْسِرًا كَانَ لَهُ بِكُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ وَمَنْ أَنْظَرَهُ بَعْدَ حِلِّهِ كَانَ لَهُ مِثْلُهُ فِي كُلِّ يَوْمٍ صَدَقَةٌ۔ جس شخص نے تنگ دست کو مہلت دی تو وہ اس کیلئے ہر دن کے بدلے میں صدقہ ہوگا اور جو شخص تنگدست کو اس کے قرضے کی مقرر وقت کے بعد مہلت دے گا تو اس کیلئے اس کی مثل ہر دن میں صدقہ ہوگا۔(سنن ابن ماجہ باب انظار المعسر)

صدقہ کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْأَرْضَ جَعَلَتْ تَمِيدُ فَخَلَقَ الْجِبَالَ فَعَادَ بِهَا عَلَيْهَا فَاسْتَقَرَّتْ فَعَجِبَتْ الْمَلَائِكَةُ مِنْ شِدَّةِ الْجِبَالِ قَالُوا يَا رَبِّ هَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ الْجِبَالِ قَالَ نَعَمْ الْحَدِيدُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ الْحَدِيدِ قَالَ نَعَمْ النَّارُ فَقَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ النَّارِ قَالَ نَعَمْ الْمَاءُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ الْمَاءِ قَالَ نَعَمْ الرِّيحُ قَالُوا يَا رَبِّ فَهَلْ مِنْ خَلْقِكَ شَيْءٌ أَشَدُّ مِنْ الرِّيحِ قَالَ نَعَمْ ابْنُ آدَمَ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ بِيَمِينِهِ يُخْفِيهَا مِنْ شِمَالِهِ۔

کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو زمین حرکت کرنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا کیا اور زمین پر ان کو رکھا تو وہ رک گئی فرشتوں نے پہاڑوں کے پیدا کرنے کی وجہ سے تعجب کا اظہار کیا اور عرض کی یا رب کیا تو نے اپنی مخلوق میں پہاڑوں سے زیادہ سخت مخلوق پیدا فرمائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں وہ لوہا ہے (جو پہاڑوں کو بھی کاٹ دیتا ہے) فرشتوں نے پھر سوال کیا یا رب کیا تو نے اپنی مخلوق میں لوہے سے زیادہ سخت کوئی مخلوق پیدا کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں وہ آگ ہے (جو لوہے کو پگلا کر پانی کر دیتی ہے)۔فرشتوں نے عرض کی یا رب کیا تو نے اپنی مخلوق میں آگ سے سخت کوئی مخلوق پیدا کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں وہ پانی ہے (جو آگ کو بجھا دیتا ہے) فرشتوں نے پھر عرض کی یا رب کیا تو نے اپنی مخلوق میں پانی سے سخت مخلوق پیدا کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں وہ ہوا ہے (جو پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے اور اڑا کر لے جاتی ہے) فرشتوں نے پھر سوال کیا کہ یا رب کیا تو نے اپنی مخلوق میں ہوا سے زیادہ سخت مخلوق پیدا کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں وہ ابن آدم (مومن) کا وہ صدقہ ہے جو اپنے دائیں ہاتھ سے دے اور بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔(سنن ترمذی بَاب وَمِنْ سُورَةِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ، عمدۃ القاری جلد 8 صفحہ 410)

سبحان اللہ کیا شان ہے صدقہ کرنے کی کہ مومن بندہ اگر صدقہ کرے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے تو سب سے سخت چیز وہی ہے جس کا پہاڑ، لوہا، آگ، پانی اور ہوا جیسی چیزیں مقابلہ نہیں کر سکتی انسان کے اوپر بڑے بڑے مصائب اسی صدقہ کرنے کی وجہ سے ٹل جاتے ہیں۔

ایک شخص جس کے بیٹے کو تجارت کی غرض سے گئے ہوئے ایک مہینہ ہو چکا تھا اور اسکی کوئی خبر بھی نہیں تھی ''فتصدق برغیفین وأرخ ذلک الیوم'' اس شخص نے دو روٹیاں صدقہ کیں اور اس دن کی تاریخ لکھ لی جب ایک سال پورا ہوا تو اس کا بیٹا صحیح سلامت واپس لوٹ آیا اس کے باپ نے اس سے پوچھا ''هل أصابک فی سفرک بلاء .قال: نعم غرقت السفینة بنا فی وسط البحر، وغرقت فی جملة الناس، وإذا بشابین أخذانی فطرحانی علی الشط، وقالا لی: قل لوالدک هذا برغیفین فکیف لو تصدقت بأکثر من ذلک'' کہ کیا تجھے سفر میں کوئی

مصیبت آئی تھی؟ اس نے جواب دیا جی ہاں! ہماری کشتی سمندر میں ڈوب گئی تھی اور سارے کے سارے لوگ اس میں ڈوب گئے اور اچانک دو نوجوان آئے اور انہوں نے میرے دونوں کاندھوں کو پکڑا اور کنارے پر کھڑا کر دیا اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے والد کو بتانا یہ تیری دو روٹیوں کی وجہ سے ہے کتنا اچھا ہوتا اگر تو اس سے زیادہ صدقہ کرتا۔ (المستطرف فی کل فن مستظرف ۱۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک عورت کے پاس مانگنے والا آیا اور اس عورت نے منہ میں لقمہ ڈالا ہوا تھا تو اس نے وہ نکال کر اس سائل کو کھلا دیا پھر وہ جنگل میں گئی تا کہ وہ لکڑیاں کاٹے اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بیٹا بھی تھا۔ (جاء ذئب فاحتمله فخرجت تعدو فی أثر الذئب وهی تقول: ابنی ابنی، فأمر الله ملكا الحق الذئب فخذ الصبی من فيه وقال قل لأمه: الله يقرئک السلام وقل: هذه لقمة بلقمة.) ایک بھیڑیا آیا اس نے لڑکے کو اٹھایا اور بھاگ گیا وہ عورت اس بھیڑیے کے پیچھے قدموں کے نشانات پر میرا بیٹا، میرا بیٹا کہتی ہوئی چل پڑی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو حکم دیا کہ جا بھیڑیے کے منہ سے بچہ نکال اور اس کی ماں کو پیغام دو کہ اللہ تجھے سلام کہتا ہے اور کہو کہ یہ لقمہ کے بدلے میں لقمہ ہے۔ (کنز العمال حدیث نمبر ۱۶۰۳۱، درۃ الناصحین ص ۹۸)

اسی طرح المستطرف میں ہے ''ان رجلاً جلس یوماً یأکل هو وزوجته وبين أيديهما دجاجة مشوية، فوقف سائل ببابه، فخرج إليه وانتهره، فذهب، فاتفق بعد ذلک أن الرجل افتقر وزالت نعمته، وطلق زوجته، وتزوجت بعده برجل آخر، فجلس يأكل معها فی بعض الأيام وبين يديهما دجاجة مشوية، وإذا بسائل يطرق الباب، فقال الرجل لزوجته: ادفعی إليه هذه الدجاجة، فخرجت بها إليه فإذا هو زوجها الأول، فدفعت إليه الدجاجة ورجعت وهی باكية، فسألها زوجها عن بكائها، فأخبرته أن السائل كان زوجها، وذكرت له قصتها مع ذلک السائل الذی انتهره زوجها الأول، فقال لها زوجها: أنا والله ذلک السائل''

ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہا تھا اور ان کے سامنے مرغی کا بھونا ہوا گوشت پڑا تھا ایک مانگنے والا ان کے دروازے پر آ گیا تو وہ شخص باہر نکلا اور مانگنے والے کو جھڑکا۔ وہ سائل وہاں سے چلا گیا اس کے بعد اتفاق ایسا ہوا کہ وہ شخص آہستہ آہستہ غریب ہوتا گیا اور اس کا مال ختم ہو گیا حتی کہ اس نے اپنی بیوی کو بھی طلاق دے دی۔ اس کے بعد اس عورت ایک دوسرے شخص سے نکاح کر لیا وہ شخص بھی ایک دن اپنی بیوی کے ساتھ کھانا کھانے لگا کہ اور ان کے سامنے بھی مرغی کا گوشت پکا ہوا تھا موجود تھا اچانک ایک سائل نے دروازے پر دستک دی تو اس شخص نے اپنی بیوی سے کہا اس کو یہ مرغی کا گوشت دے دو۔ جس وقت وہ مانگنے والے کو گوشت دینے کیلئے گئی تو دیکھا وہ تو اس کا پہلا خاوند تھا۔ وہ عورت اس کو گوشت دے کر واپس روتی ہوئی آئی تو اس کے خاوند نے اس سے رونے کی وجہ پوچھی عورت نے بتایا کہ مانگنے والا اس کا پہلا خاوند تھا پھر اس نے اس سائل کا واقعہ سنایا جس کو اس کے پہلے خاوند نے جھڑکا تھا تو اس کے موجودہ خاوند نے کہا اللہ کی قسم وہ مانگنے والا میں ہی تھا۔ (المستطرف ص ۱۶)

صدقہ کی مختلف جہتیں ہیں:

۱۔ وہ جس میں ایک کا بدلہ دس ۲۔ ایک کا بدلہ ستر ۳۔ ایک کا بدلہ سات سو ۴۔ ایک کا بدلہ سات ہزار

۱۔ وہ صدقہ جو کسی محتاج کو دے اس میں ایک کے بدلے دس کا اجر ملے گا۔

۲۔ وہ صدقہ جو اپنے عزیز و اقارب پر کیا جائے اس میں ایک کے بدلے ستر کا اجر عطا کیا جاتا ہے۔

۳۔ وہ صدقہ جو اپنے بھائیوں کو دیا جائے اس میں ایک کے بدلے سات سو کا ثواب ہے۔

۴۔ اور وہ صدقہ جو طالب علم کو دیا جائے اس میں ایک کے بدلے سات ہزار کا اجر دیا جاتا ہے۔ (درۃ الناصحین ص ۷۴۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و سنت پہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قضیہ فدک میں قبلہ پیر صاحب کی تصفیہ میں عبارت اور

کنز العلماء کے الفاظ معترضہ کی حق پر مبنی تشریح

تحریر از فقیر رضا مفتی محمد ارسلان مدنی البغدادی رضوی، فیصل آباد بانی ادارہ فیضان القرآن والسنہ (سنی حنفی بریلوی)

استفتاء

سوال: ا۔ سیدہ طیبہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جگر پارہ رسول ﷺ کے محض مطالبہ باغ فدک کرنے سے ہی ان کو خطا پر کہنا کیسا ہے؟ ۲۔ نیز پیر مہر علی شاہ صاحب کی عبارت تصفیہ ما بین سنی والشیعہ کی تشریح کرتے ہوئے خطا کے حوالہ سے جو جملے ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب نے بولے ہیں انکی وضاحت اپنے لفظوں سے عام فہم بیان فرمادیں؟؟

جواب: حصہ اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

اول تو اس بات کا روشن فہم ہونا چاہیے کہ کیا باغ فدک حقیقتا سیدہ طیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کا وراثتی حق بنتا بھی تھا جس پر وہ مطالبہ فرمارہی تھیں یا کہ نہیں؟؟

جبکہ ہر سنی خوش عقیدہ مسلمان سمجھتا ہے کہ باغ فدک مال فئی تھا جو کہ مال وراثت مصطفی ﷺ بالتملیک ترکہ ہرگز نہ بنتا تھا۔ اگر بالفرض ترکہ بنتا بھی تو اولاد نبی ﷺ ہونے کی حیثیت سے سیدہ طیبہ طاہرہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا پھر بھی مستحقہ نہ بنتیں اب رہی بات یہ کہ محض مطالبہء فدک کردینے سے ہی سیدہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کو خطا پر کہہ دینا کیسے درست ہے؟ تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ سیدہ طیبہ رضی اللہ عنہا نے دعوی وراثت کرتے ہوئے کس خیال مبارکہ یا وجہ پر مطالبہ فرمایا تھا؟ اقول جبکہ عمومی طور پر کسی بھی چیز کا مطالبہ بندہ دو وجوہ سے کرتا ہے۔

1۔۔۔ یا تو سائل محتاج بن کر مطالبہ کرنے والا ہوتا ہے۔

2۔۔۔ یا خود کو مستحق مال جان کر مطالبہ کرنے والا ہوتا ہے۔

دریافت طلب یہاں یہ امر ہے کہ سیدہ طیبہ رضی اللہ تعالی عنہا سائلہ بن کر مطالبہ فرمارہی تھیں یا مستحقہ بن کر مطالبہ فرمارہی تھیں؟

یقیناً معلوم کنند کہ شاہ کونین ﷺ کی شہزادی مبارکہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالی عنہا مال دنیا کی حریص ہرگز ہرگز نہ تھیں اس لیے یہاں پر سائلہ محتاج مال بن کر مطالبہ کرنا ممکن ہی نہیں۔ رہی بات مستحقہ ہونیکی تو عموما بندہ اپنے حق کا مطالبہ ارادت وفہم سے اور مجتہد اجتہاد سے ہی کرتا ہے کہ کوئی کسی چیز کو پہلے اپنا حق سمجھے گا تو ہی اس حق کا مطالبہ کرے گا ورنہ جس چیز کو اپنا حق ہی نہیں سمجھتا اس ناحق چیز کا مطالبہ کرنا بھلا کیسا؟ لہذا سیدہ طیبہ رضی اللہ تعالی عنہا مستقہ ہونے کے ضمن میں اجتہاداً مطالبہ فرمارہی تھیں ورنہ سلطان بحر و بر کی شہزادی کوئی منگتی تھوڑی تھیں۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

ا۔۔۔ سیدہ طیبہ رضی اللہ تعالی عنہا کا اجتہاد مبارکہ طیبہ و طاہرہ نبی ﷺ کی اولاد ہونے کے اعتبار سے بالحاظ وحی متلو **(یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الأنثیین)** تھا، جو کہ مصیب برخلاف فی الواقع تھا اسی کو خطائے اجتہادی سے تعبیر کیا جاتا

ہے جو کہ ایک اجر کا موجب و باعث ثواب اور عیب و نقص سے پاک ہے۔ کیونکہ آیت مبارکہ کے حکم عام میں سے فی الواقع ذوات انبیاء اکرام علیھم السلام مستثنی و خاص ہیں۔ اور کم ضمیر خطاب عام مومنین کے لیے ہے۔

۲۔۔۔دوسری طرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد مبارکہ منورہ باہرہ بذریعہ وحی غیر متلو **(نحن معشر الانبیاء لانورث ولا نورث)** تھا یعنی کہ انبیاء کرام علیھم السلام کا ترکہ ہو بھی تو انبیاء کی اولاد مالی وارث نہیں بنتی (اور یہ اصول نزول قرآن کریم سے پہلے کا تھا اور نہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے یہ اصول محض اپنے لیے ارشاد فرماتے) جس کے مطالبہ پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا انکار کر دینا انکے مصیب ہونے کے عین موافق و اصح اجتہاد تھا۔

یاد رہے کہ دونوں اطراف سے اجتہاد قطعی الثبوت پر مبنی تھا کیونکہ جس زبان اطہر سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم سنا تھا اسی زبان سے بغیر کسی راوی کے واسطے از خود یہ حدیث پاک سنی تھی۔ جو کہ آیت کا مخصص تھی۔ مگر جب نتیجہ اجتہاد آیا تو محض سیدہ ہی نہیں بلکہ تمام اصحاب و عترت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی کو ہی اصح و مصیب گردانا اور عمل پیرا رہے۔ لہذا یہ قول کرنا کہ بوقت مطالبہ (بوقت خاص مع سریع الزدال) سیدہ طیبہ طاہرہ مبراء رضی اللہ تعالی عنہا خطا (بمراد اجتہادی) پر تھیں قطعاً گستاخی و کفر و قابل رجوع نہیں بلکہ روافض کی طرف سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر عائد کردہ الزام غصبیت کے لیے ڈھال کسر محال ہے۔

مزید یہ کہ سیدہ رضی اللہ عنہا کا تاحیات اس دعوی پر کلام نہ فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ سیدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے اجتہادی دعوی و مطالبہ فدک کو غیر مصیب (اجتہادی خطا) ہی جانا تھا، ورنہ مصیب کے خلاف خطا کو جان بوجھ کر کبھی قبول نہ فرماتیں اگر مختلف فیہ مسئلہ میں مجتہدین کو بیک وقت مصیب کہیں گے تو لازم آئے گا کہ فی الواقع باغ فدک کا مطالبہ بطور حق وراثت بھی درست و مصیب تھا اور فی الواقع باغ فدک بطور وراثت دینے سے انکار کر دینا یعنی غصب کر لینا بھی درست و مصیب تھا جبکہ اس قضیہ میں تناقض ہے۔اور پیر صاحب رحمہ اللہ تصفیہ کے صفحہ نمبر ۴۴ پر باغ فدک کا سیدۃ النساء رضی اللہ عنھا کو دے دینا ناجائز لکھ رہے ہیں۔ اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حسب درخواست سیدۃ النساء انھیں اس مال کا دے دینا جائز و مباح بھی ہوتا تو بھی اس کے نہ دینے پر جائے شکایت نہ تھی۔،،

حصہ دوم

مفتی ڈاکٹر اشرف آصف جلالی رضوی صاحب کے بیان کی عام فہم وضاحت کرنے سے قبل تصفیہ کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔..

’’اس موضوع پر ایک اور دلیل جو فریق مخالف کی طرف سے دی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بموجب آیۂ تطہیر اہل بیت علیھم الرضوان کو پاک گردانا ہے۔ لہٰذا سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فدک کا دعویٰ کرتے ہوئے کسی ناجائز امر کی مرتکب نہیں ہوسکتیں۔ اس دلیل کا تفصیلی جواب آگے چل کر آیۂ تطہیر کی فصل میں دیا جائے گا۔ یہاں اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ آیۂ تطہیر کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ پاک گروہ معصوم ہیں اور ان سے کسی قسم کی بھی خطاء کا سرزد ہونا ناممکن ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے اگر بمقتضائے بشریت اُن سے کوئی خطاء سرزد بھی ہو تو وہ عفو و تطہیر الٰہی میں داخل ہوگی۔‘‘[تصفیہ مابین سنی وشیعہ، ص:46]

افہامی اور حق پر مبنی وضاحت:

قبلہ پیر صاحب رحمہ اللہ تعالی کا اس موضوع سے مراد یہاں بالیقین مطالبہ باغ فدک ہے اور روافض کی دلیل یہاں آیت

تطہیر کو پڑھ کر یہ استدلال کرنا ہے کہ مطالبہ باغ فدک سیدہ کا کرنا کوئی ناجائز امر نہ تھا، بلکہ مطالبہ فدک پر سیدہ حق بجانب تھیں یاد رہے کہ یہاں بطور خاص مسئلہ مطالبہ فدک جو کہ ماضی میں پیش آچکا ہے مستقبل میں آنے والا نہیں وہ زیر بحث ہے۔جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمہ اللہ روافض کے اس استدلال کا رد کرتے ہوئے برعکس لکھتے ہیں کہ یعنی اس آیت کا یہ ہرگز معنی نہیں جو روافض اپنے تئیں سمجھے بیٹھے ہیں کہ اہلبیت کوئی ناجائز امر کر ہی نہیں سکتے کہ وہ معصوم ہیں بلکہ وہ کر سکتے ہیں ناممکن نہیں بلکہ مطالبہ فدک میں وہ ہو چکا ہے جس کو روافض کا نظریہ ناجائز امر کہہ رہا ہے یعنی مطالبہ کر کے اجتہاد میں غیر مصیب بمعنی خطا واقع ہو چکا ہے،جس کو روافض سیدہ کا حق ہونے پر استدلال کر رہے ہیں۔ورنہ جو استدلال روافض کر رہے تھے مطالبہ فدک کو لے کر اگر پیر صاحب بھی وہی کرتے کہ محض مطالبہ کسی ناجائز امر کا ارتکاب نہیں ہوسکتا تو رد ہی کاہے کو کرتے؟ مگر سمجھیئے !فرق یہ ہے کہ روافض خطائے اجتہادی کو ناجائز کہہ رہے ہیں جبکہ پیر صاحب رحمہ اللہ مطالبہ فدک کو ناجائز امر نہیں بلکہ غیر مصیب جان کر رد فرما رہے ہیں۔

مفتی ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب جب یہ عبارت پیش کر کے روافض کو جواب دیتے ہوئے یہ تشریح کر رہے تھے تو انکا یہ قول کرنا کہ،''جب مانگ رہی تھیں خطا پر تھیں لیکن جب آگے سے حدیث آئی تو انکی یہ شان ہے کہ جن کے جگر کا ٹکڑا ہیں انکی حدیث سن کر سر تسلیم خم کر لیا،، یہ محدود ومقید جملہ تھا یعنی ابتدا وانتہاء پر مشتمل تھا اور اسکا دورانیہ صرف بارگاہ صدیقیت سے وہ لفظ سننے تک ہی محدود تھا جیسے ہی حدیث مصطفی ﷺ بارگاہ صدیقیت سے سنی سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی دلیل جو قرآنی عموم پر اجتہاد تھا وہ منسوخ ہوئی اگر اجتہاد زہرہ خطائے اجتہاد کی شان وعظمت پر نہ ہوتا تو ہرگز اپنے مطالبہ سے سیدۃ النساء دستبردار نہ ہوتیں اور نہ ہی اجتہاد صدیقی تسلیم کر کے اپنے بابا جان ﷺ کی بات کو مخصص بالقرآن مانتیں۔

لہذا قبلہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب نے بطور تشریح اور رد روافض و دفاع عدالتِ صدیقیہ میں جو جملے بولے وہ ہرگز ہرگز گستاخی و قابل مواخذہ وگرفت نہ تھے مگر ان میں سے ایک جملے کو لے کر روافض سے مل کر اعتراض کرنا کج فہمی حسد وبغض اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

معترضین سے سوالات (مع منتظر جوابات)

1 - کیا باغ فدک فی الواقع مال وراثت بن سکتا تھا جس کا مطالبہ مصیب کہا جا رہا ہے؟

2۔ جب سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا دربار صداقت میں مطالبہ فرما رہی تھیں تو کیا اس خاص لحظہ میں اپنا درست حق مانگ رہی تھیں؟

3- اگر سیدہ واقعی درست حق مانگ رہی تھیں تو نہ دینے والے پر اور حق دبانے والے پر خاموش رہنے والوں پر کیا حکم ہوگا؟

4- باغ فدک کو وراثت نبی ﷺ سے سمجھنا درست تھا یا نبوت کو وراثت مالی سے خالی سمجھنا درست تھا؟

5- کیا بیک وقت دو مجتہد مختلف فیہ مسئلہ میں ہر جہت کے لحاظ سے مصیب ہو سکتے ہیں؟

6- کیا مطالبہ سیدہ رضی اللہ عنھا کو درست مان لینا اور باغ فدک دے دینا جائز ومباح امر تھا اہلسنت کے نزدیک؟

7- کیا کسی سنی صحیح العقیدہ نے آج تک سیدۃ النساء رضی اللہ عنھا کو اس مطالبہ میں مصیب ومستحقہ کہا ہے؟

اسلام کے ماں پر احسانات

ازقلم: اُمّ الشفاء بنت اختر جلالیہ

{نوٹ: ماہنامہ فکر مستقیم جنوری کی قسط میں ہم نے اسلام کے بیٹی پر احسانات کا اجمالی تذکرہ کیا۔اس قسط میں اسلام کے ماں پر احسانات کا اختصار سے جائزہ لیا جائے گا}

ماں اور زمانہ جاہلیت: ماں وہ پاکیزہ رشتہ ہے کہ جس کا خیال آتے ہی انسان کے دل و دماغ میں ایثار، قُربانی، وفاداری، خلوص، بے لوث خدمت، وفا شعاری اور شفقت و مہربانی کی مسکراتی تصویر آنکھوں میں سما جاتی ہے۔ ماں دنیا کا وہ پیارا لفظ ہے جس کو سوچتے ہی ہمیں زندگی کے تپتے صحرا میں ٹھنڈی چھاؤں کا احساس ہوتا ہے، تیز دھوپ میں بھی ماں کا شفقت بھرا ہاتھ سایہ دار درخت کی مانند سائبان بن کر اولاد کو سکون کا احساس دلاتا ہے، اس کی گرم گود سردی کا احساس نہیں ہونے دیتی۔خود بے شک کانٹوں پر چلتی رہے، مگر اولاد کو ہمیشہ پھولوں کے بستر پر سلاتی ہے اور دنیا جہاں کے دکھوں کو اپنے آنچل میں سمیٹے لبوں پر مسکراہٹ سجائے رواں دواں رہتی ہے۔ ماں دنیا کی وہ عظیم نعمت ہے جس کی محبت کے سامنے دوسرے رشتوں کی محبت کم تر ہے، ماں جیسی محبت، خلوص اور ایثار کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ ماں اپنا وجود کاٹ کر، اپنے حصے کی خوشیاں چھوڑ کر اپنی اولاد کی چھوٹی چھوٹی خواہشوں اور بڑے بڑے ارادوں میں ان کی مددگار ہوتی ہے، ماں ہی ایسی ہستی ہے جس پر انسان ہر طرح کا اعتماد کرسکتا ہے۔ اسے اپنے دکھ سکھ میں شریک کرسکتا ہے کیونکہ اس سے زیادہ قابل اعتبار اور ہم راز کوئی دوسرا نہیں ہوسکتا۔

محبّت و رحمت کی پیکر یہی ماں زمانۂ جاہلیت میں اذیتوں اور دُکھوں کے سوا کچھ نہ پاسکی۔ اسلام سے پہلے جہاں عورت کے باقی کرداروں کی عزت و اہمیت نہ تھی وہیں ماں کا انمول رشتہ بھی روند دیا جاتا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد اس کے لڑکے جس طرح باپ کی جائیداد اور سامان کے مالک ہو جایا کرتے تھے، اسی طرح اپنے باپ کی بیویوں یعنی اپنی ماں کے مالک بن جایا کرتے تھے اور ان کو زبردستی لونڈیاں بنا کر رکھ لیا کرتے تھے۔عورتوں کو نہ ان کے ماں باپ ، بھائی بہن یا شوہر کی میراث میں سے کوئی حصہ ملتا تھا اور نہ عورتیں کسی دوسری چیز کی مالک بن سکتیں۔ یہاں تک کہ بعض ظالمانہ رواج تھے کہ بیوہ ہو جانے کے بعد عورتوں کو گھر سے باہر نکال کر ایک چھوٹے سے تنگ و تاریک جھونپڑے میں ایک سال تک قید میں رکھا جاتا تھا، وہ جھونپڑے سے باہر نہیں نکل سکتی تھیں، نہ غسل کرتی تھیں نہ کپڑے بدل سکتی تھیں، کھانا پانی اور اپنی ساری ضرورتیں اسی جھونپڑے میں پوری کرتی تھیں۔ بہت سی عورتیں تو گُھٹ گُھٹ کر مر جاتی تھیں اور جو زندہ بچ جاتی تھیں تو عدت سے نکلنے کے بعد بھی وہ ایک نئی ذلت و رسوائی کے سوا کچھ نہ پاتیں۔ جاہلانہ رسوم اور خاندانی تعصب غریب عورتوں کے لئے مصیبتوں اور بلاؤں کا پہاڑ بنی ہوئی تھیں اور مصیبت کی ماری عورتیں ایسی زندگی جی رہی تھیں کہ موت بھی اس سے پناہ مانگے۔ سالہا سال تک ظلم و ستم کی ماری دکھیاری مائیں اپنی اس بے کسی اور لاچاری پر روتی بلبلاتی اور آنسو بہاتی رہیں مگر دنیا میں کوئی بھی ان عورتوں کے زخموں پر مَرہم رکھنے والا اور ان کے آنسوؤں کو پُونچھنے والا دُور دُور تک نظر نہیں آتا تھا، نہ دنیا میں کوئی ان کے دُکھ درد کی فریاد سننے والا تھا، نہ کسی کے دل میں ان عورتوں کے لئے رحم و کرم کا کوئی جذبہ تھا۔

اسلام کے ماں پر احسانات: جب سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لال کی آمد ہوئی اور آپ ﷺ رب کی طرف سے انسانیت کے لیے کامل نظامِ حیات یعنی دینِ اسلام لے کر تشریف لائے تو جہاں دنیا بھر کی ستائی ہوئی عورتوں کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا، وہیں اسلام کی

بدولت ظالم مردوں کے ظلم وستم سے کچلی اور روندی ہوئی ماں کا درجہ بھی اس قدر اوج کو پہنچا کہ عبادات و معاملات بلکہ زندگی اور موت کے ہر مرحلے پر ماں کو باوقار مقام حاصل ہوا، ماں کے بھی حقوق مقرر ہو گئے، ماں کے حقوق کی حفاظت کیلئے احکامِ خداوندی نازل ہوئے۔ اسلام نے جاہلیت کی ان بیہودہ رُسومات کا خاتمہ فرما دیا۔ اور ماؤں کو زبردستی بیچنے، ان سے مال و متاع چھیننے، ان کو بے گھر کرنے، اور وراثت میں سے ان کا حصہ کھانے سے منع کیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا۔ (پ4، النساء:19) ترجمہ: اے ایمان والو تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے وارث بن جاؤ زبردستی۔

دوسرے مقام پر فرمایا: وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔ (پ4، النساء:22) ترجمہ: اور باپ دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو۔ اسلام سے پہلے ماں کو نہ صرف وراثت سے محروم کر دیا جاتا بلکہ اس کی اپنی دولت چھین کر اُسے "مال و متاع" کی طرح آج اِدھر تو کل اُدھر رہنے پر مجبور کر دیا جاتا جبکہ اسلام نے ماں کو وراثت میں سے کبھی چھٹے تو کبھی تیسرے حصّے کا حق دار قرار دیا۔

قرآن و حدیث کی روشنی میں: رب العالمین نے اسلام کی بدولت ماں کو وہ شان عطا کر دی کی جنت کو ماں کے قدموں ڈال دیا۔ قرآن واحادیث میں ماں کے فضائل بیان کیے گئے۔ ماں کے حقوق بتلا کر ان کی ادائیگی کا پابند کیا گیا۔ ماں سے حسن سلوک کی اہمیت پر اتنا زور دیا گیا کہ رب العالمین نے اپنی توحید کے ساتھ والدین سے حسن سلوک کی تاکید کی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ قَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا۔ (بنی اسرائیل:23) ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

اگرچہ والدین میں سے باپ کے بھی حقوق ہیں اور اس کا مقام و مرتبہ اپنی جگہ مسلم ہے مگر ماں کے ساتھ حسن سلوک کو باپ کی نسبت تین گنا بیان کیا گیا۔ صحیحین شریفین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي، قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَبُوكَ۔ (صحیح بخاری، حدیث:5971)، (صحیح مسلم، حدیث:2548)

ترجمہ: میرے حسن صحبت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں۔ اس نے عرض کیا: پھر کون؟ آپ نے فرمایا: تیرا باپ۔

ماں کو یہ مقام و مرتبہ اور یہ امتیازی کوٹہ کیوں دیا گیا؟ اس کی وجہ بھی خود ربِ ذوالجلال نے قرآن مجید میں یوں ارشاد فرمائی: وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسٰنًاؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًاؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاؕ (احقاف:15)

اور ہم نے آدمی کو حکم دیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اس کی ماں نے اسے پیٹ میں مشقت سے رکھا اور مشقت سے اس کو جنا اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے کی مدت تیس مہینے ہے۔

ماں اپنی اولاد کی پیدائش میں اور اس کی جسمانی تربیت میں بہت تکلیفیں اٹھاتی ہے۔ پہلے نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھ کر ہر طرح سے حفاظت کرتی ہے، پھر پیدائش کے وقت ایسے درد سے گزرتی ہے کہ جس کا کوئی دوسرا اندازہ نہیں کر سکتا۔ پھر اس کو دودھ پلاتی، اس کی پرورش کرتی، اس کی ترتیب کرتی اور اس کو زندگی جینا سکھاتی ہے۔ یہ وہ تکالیف اور مشکلات ہیں جن پر ماں کو اتنا بڑا مقام عطا کیا گیا اور اس سے حسن سلوک کی اہمیت پر زور دیا گیا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: إِنَّ رجلًا جاءَ إلى النَّبيِّ صلَّى اللهُ عليهِ

وآلہٖ وسلّمَ. فقالَ: یارسولَ اللہِ، إنّي حملتُ أُمّي علی عنقي فرسخين في رمضاءَ شديدةٍ، لو أُلقيت فيها بضعةٌ من لحمٍ لنضجَت، فهل أدّيتُ شكرَها؟ فقالَ: لعلّهُ أن يكونَ بطلقةٍ واحدةٍ. (معجم صغیر، کتاب الآدب، حدیث: 672)

ترجمہ: ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے اپنی والدہ کو سخت گرمی میں دو فرسخ تک اپنی گردن پر اٹھا کر سفر کیا، ایسی گرمی کہ اگر اس میں (زمین پر) گوشت کا ٹکڑا ڈالا جاتا تو وہ پک جاتا۔ کیا میں نے ان کا حق ادا کر دیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: شاید یہ ایک دردِ زہ (یعنی پیدائش کے وقت ہونے والے درد) کے برابر بھی نہ ہو۔

أَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ أُمٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَالْزَمْهَا فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا. (سنن النسائی، کتاب الجہاد، باب: بر الوالدین أفضل من الجہاد، حدیث نمبر: 3106)

ترجمہ: حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے، اور عرض کیا: اللہ کے رسول! میں جہاد کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں، اور آپ کے پاس آپ سے مشورہ لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں، آپ ﷺ نے (ان سے) پوچھا: کیا تمہاری ماں موجود ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، آپ نے فرمایا: انہیں کی خدمت میں لگے رہو، کیونکہ جنت ان کے دونوں قدموں کے نیچے ہے۔

خدمتِ ماں کی برکتیں: ماں کی خدمت کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر نوازشات و برکات کی بارش ہوتی ہے۔ ماں کی دعا سے انسان کے بگڑے کام سنور جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ماں کو وہ خصوصی مقام عطا کیا کہ اس کا خیال رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کو اپنا قرب عطا فرماتا ہے۔ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَاءَةً، قُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذَاكُمُ الْبِرُّ، كَذَاكُمُ الْبِرُّ. (مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، حدیث: 4926)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں قرآن کریم کی تلاوت کی آواز سنائی دی، میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ حارثہ بن نعمان ہیں، تمہارے نیک لوگ اسی طرح کے ہوتے ہیں، نیک لوگ اسی طرح ہوتے ہیں۔ وہ کیا عمل تھا جس کی بنیاد پر حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہ مقام میسر آیا اور عظمتوں کی وہ معراج ملی کہ رسول اللہ ﷺ نے جنت میں آپ کے قرآن پڑھنے کی آواز سنی تو شعب الایمان اور دوسری کتب میں اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے۔ کان أبرَّ الناسِ بأمِّہ۔ (شعب الایمان، 6/184)

حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کے ساتھ بہت بھلائی کرتے تھے۔ ماں کی آنکھوں کو محبت سے چومنے پر بھی شریعت میں اجر کی نوید سنائی گئی۔ رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْ أُمِّهٖ كَانَ لَهٗ سِتْرًا مِنَ النَّارِ. (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر: 7888) ترجمہ: جو آدمی اپنی والدہ کی آنکھوں کو بوسہ دیتا ہے تو اس کا یہ بوسہ لینا بروز قیامت اس کے اور جہنم کے درمیان پردہ بن جائے گا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے عمل سے ماں کی فرمانبرداری اور ان کی عظمت کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رایت النبی ﷺ یقسم لحما بالجعرانة، وانا یومئذ غلام احمل عظم الجزور، إذ اقبلت امراة حتی دنت إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فبسط لها رداءه فجلست علیه، فقلت: من هی؟ فقالوا: هذه امه التی

ارضعته. (سنن ابی داؤد، 5144)

ترجمہ: میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جعرانہ میں گوشت تقسیم کرتے دیکھا، ان دنوں میں لڑکا تھا، اور اونٹ کی ہڈیاں ڈھورہا تھا، کہ اتنے میں ایک عورت آئی، یہاں تک کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ہوگئی، آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھادی، جس پر وہ بیٹھ گئی، ابوطفیل کہتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ تو لوگوں نے کہا: یہ آپ کی رضاعی ماں ہیں، جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔

دیکھئے کہ اسلام میں ماں کا ادب واحترام کس قدر اہم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ادب واحترام کیلئے کھڑے ہوگئے اور اپنی مزمل والی چادران کیلئے بچھادی جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔ حالانکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی والدہ نہیں تھیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیمِ امت کے لیے اس قدر ادب واحترام کیا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ کہ جن کے والدین زِندہ اور اُن سے راضی ہیں اور کس قدر سَعادت مَند ہے وہ اَولاد جو اپنے ماں باپ کا سَہارا بنتی، اُن کی خدمت کرکے اُن کی دُعائیں لیتی اور رِضائے الٰہی کی حق دار قرار پاتی ہے، اگر ہم بھی چاہتے ہیں کہ ربّ کریم ہم سے راضی رہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے خوش ہوجائیں، ہمارے والِدَین ہمارے لئے بھی دُعائیں کیا کریں تو ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے والِدَین کی قدر کریں، اُن کے اِحسانات کو یاد رکھیں، اُن کی خِلافِ مِزاج باتوں سے دَرگُزر کریں، اُن کا ہر طرح سے خیال رکھیں، اُن سے اچّھا سُلوک کریں، اُن کی جائز ضَرورِیّات پُوری کریں، اُن کا ہر جائز حکم بجالائیں، بالخُصوص جب والِدَین بُڑھاپے کی دہلیز پر قدم رَکھ چُکے ہوں تو ان کا اچھے سے خیال رکھیں اور ان کی خدمت کریں۔

بزرگان دین کا ماں کے ساتھ رویہ: حضرتِ بایزید بِسطامی رحمۃُ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سردیوں کی ایک سخت رات میری ماں نے مجھ سے پانی مانگا، میں گلاس بھر کرلے آیا مگر ماں کو نیند آ گئی تھی، میں نے جگانا مناسِب نہ سمجھا، پانی کا گلاس لئے اِس اِنتظار میں ماں کے قریب کھڑا رہا کہ بیدار ہوں تو پانی پیش کروں۔ کھڑے کھڑے کافی دیر ہوچکی تھی اور گلاس سے کچھ پانی بہ کر میری اُنگلی پر جم کر بَرف بن گیا تھا۔ بہرحال جب والِدۂ محترمہ بیدار ہوئیں تو میں نے گلاس پیش کیا، برف کی وجہ سے چپکی ہوئی انگلی جُوں ہی پانی کے گلاس سے جدا ہوئی اس کی کھال اُدھڑ گئی اور خون بہنے لگا، ماں نے اپنے دیکھ کر پوچھا: یہ کیا؟ میں نے سارا ماجَرا عرض کیا تو اُنہوں نے ہاتھ اٹھا کر دُعا کی: اے اللہ! میں اس سے راضی ہوں تُو بھی اِس سے راضی ہو جا۔ (تذکرۃ الاولیا، صفحہ: 148)

فقط محنت مشقت کا نتیجہ کم نکلتا ہے
دعا جب ماں کی شامل ہو تو پھر زمزم نکلتا ہے

مشائخ کرام اپنی والدہ کا اتنا حیاء کرتے تھے کہ ان کی آواز سے اپنی آواز بھی بلند نہ کرتے۔ حلیۃ الاولیاء میں ہے: نادت أم ابن عون، فأجابها، فعلا صوتُه صوتَها، فأعتق رقبتين. (حلیۃ الاولیاء 3 / 45) حضرتِ عبد اللہ بن عَون رحمۃُ اللہ علیہ کو ان کی ماں نے بُلایا تو جواب دیتے وقت ان کی آواز قدرے (یعنی تھوڑی سی) بلند ہوگئی، اس وجہ سے انہوں نے 2 غلام آزاد کئے۔

سبحانَ اللہ العظیم! ہمارے بزرگانِ دین ماں باپ کے کتنے فرماں بردار تھے اور ان کی سوچ کتنی عظیم تھی۔ اس طرح کے مُعامَلات میں 2 مرغیاں بلکہ 2 انڈے بھی راہِ خُدا میں دینے کا ہم میں جذبہ نہیں رہا، ہم 2 غلام کہاں سے لائیں گے۔ اللہ کریم ہمیں ماں باپ بالخصوص ماں کی عزّت کرنے کی توفیق بخشے۔ اٰمین بِجاہِ خَاتَمِ النّبیّٖین وَالْمَعْصُوْمِیْنَ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

ان کی خدمت میں نہاں عزت ہے تیری
ان کے قدموں کے تلے جنت ہے تیری

اہل سنت کی طرف منسوب "چشتی رسول اللہ" والے کلمہ کی حقیقت

از قلم: شیخ الحدیث مفتی محمد زاہد نعمانی جلالی فاضل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صلی اللہ علی حبیبہ سیدنا محمد و الہ یہ وعمیہ وآلہ وسلم

صوفیائے کرام کی خدمات دینیہ ایک مسلم حقیقت ہے جس کی گواہی ہر دور کی تاریخ نے بھرپور انداز میں دی اور اپنے تو اپنے اغیار مستشرقین بھی اس بات کا کھلے دل سے اعتراف کرتے آئے ہیں کہ جب بھی اسلام پر مشکل وقت آیا اور یورپ نے اسلام کی قوت کو ظاہری طور پر پوری طرح مغلوب کر یا تو ان حالات میں صوفیائے کرام کا کردار ہی اسلام کو دوبارہ زندہ کرتا رہا جس کا یورپ کے پاس کوئی توڑ نہ تھا۔ اقبال نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا:

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

افسوس کہ اسلام کی جس قوت کا اعتراف دشمنوں کو بھی رہا، کچھ اسلام کا لبادہ اوڑھے ایجنٹ اسی قوت کے خلاف برسرِ پیکار نظر آئے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انہیں یہ خاص مقصد دے کر میدان میں اتارا گیا اور پھر صوفیائے کرام کے خلاف ایک منظم پروپیگنڈا شروع کیا گیا اور ان پر کئی طرح کے الزامات لگائے گئے۔ انہیں الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی لگایا گیا کہ صوفیائے کرام میں سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ نے اپنے نام کا کلمہ پڑھایا اور ان ایجنٹوں نے چشتی رسول اللہ کی رٹ لگا کے لوگوں کے ذہن کرتے ہوئے اہل سنت پر چشتی رسول اللہ کلمہ والی پارٹی کا لیبل لگا دیا۔ حالانکہ عرف میں کوئی ایک بھی ایسا سنی نہیں جو یہ کلمہ پڑھتا ہو اور نہ ہی اہل سنت نے کبھی ایسے کلمے کو رائج کیا ہے۔

خیر اس کلمہ کے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے اہل سنت کا منہج مسلم ہونا چاہیے۔ آج اللہ کے فضل و توفیق سے اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور انہیں کے مسلک ومشرب سے ہم سب کی شناخت ہے۔ لہٰذا ہمارے مسلک پر انگلی اٹھانے کے لیے اعلیٰ حضرت کی باتوں کو بطور ثبوت پیش کرنا ہوگا۔

مشائخ چشت کے رسالے: جن مشائخِ چشت کے رسائل ان کی وفات کے ایک عرصے بعد معروف ہوئے، ان کی اسنادی حیثیت کیا ہے؟ اول تو اس پر ہی کلام ہے۔ پھر ان کی ہر بات کو من و من تسلیم کرنا بھی منہج اہل سنت نہیں۔ خواجگان چشت کے رسائل کی حقیقت اعلی حضرت نے اپنے فتوی میں خود ہی بیان فرما دی۔ آپ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں: "بہت رسالے خصوصاً اکابر چشت کے نام سے منسوب ہیں جن کا اصلاً کوئی ثبوت نہیں (فتاوی رضویہ جلد 15 صفحہ 555) اعلیٰ حضرت کے اس فیصلہ کن فتوے کے بعد پھر اہل سنت سے پوچھنا کہ خواجگان چشت کے رسائل میں سے ایک رسالے میں یہ کلمہ مذکور ہے اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے؟ چہ معنی دارد۔

مزید تحقیق کے لیے اور معترضین کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے یہ بھی بتا دیں کہ صرف اتنا نہیں کہ پہلے یہ رسائل چلتے آئے اور صرف اعلی حضرت نے ہی ان سب کو رد کیا اور ان کے لیے ثبوت کی نفی فرمائی، بلکہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے قبل بھی کبھی ان مسائل کو تسلیم نہ کیا گیا اور نہ ہی کبھی کسی نے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ کی سیرت میں ان کی کسی کتاب کا ذکر کیا۔ شخصیات ہند پر مشہور کتاب "نزھۃ الخواطر" میں بھی جب خواجہ صاحب کا تعارف پیش کیا گیا اور آپ کی خدمات دینیہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کی سیرت کے لیے اصل ماخذ کی طرف توجہ دلائی گئی تو آپ نے لکھا: فلینظر سیرتہ فی سیر الاولیاء واخبار الاخیار (نزھۃ الخواطر عبد الحی لکھنوی جلد 1 صفحہ 91 مطبوعہ دار ابن حزم بیروت لبنان)

یعنی نزہۃ الخواطر کے مصنف نے بھی خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے بارے میں مزید معلومات کے لیے اخبار الاخیار تصنیفِ شیخ محقق عبد

الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی طرف توجہ دلائی۔ یہ ہر دور کی تحقیق کا معیار ہوتا ہے کہ تحقیقی طور پر شخصیت کا تعارف پیش کرنے کے لیے اصل ماخذ کی طرف رجوع کیا جائے۔ اب اخبار الاخیار سے ہی آپ کی طرف منسوب رسالہ فوائد السالکین کی حقیقت جانتے ہیں کہ جس میں مذکورہ (چشتی رسول اللہ) کلمہ کا دعوی کیا گیا ہے۔ شیخ محقق علیہ الرحمۃ اپنی اس کتاب میں ذکر کرتے ہیں کہ: بسیار الفاظ است که مناسب اقوال ایشاں نیست شیخ نظام الدین فرمودند..... از خواجگان چشت هیچ شخصی تصنیف نکرده است۔ (اخبار الاخیار 157)

ترجمہ: ان حضرات سے منقول بہت سے الفاظ ان بزگوں کے اقوال سے مناسبت نہیں رکھتے۔ شیخ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ خواجگا چشت میں سے کسی نے بھی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔

شیخ محقق کے ان الفاظ سے مزید ظاہر ہوا کہ جہاں ان بزگوں کی طرف غیر مناسب باتیں منسوب ہوتی رہی ہیں، وہیں ان کے سلسلہ کے اکابرین ان کی طرف منسوب کتب و رسائل کا رد بھی کرتے رہے۔ لہٰذا جس رسالے کو چار صدیاں پہلے شیخ محقق رد کر گئے اور ان سے بھی بہت پہلے خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ رد کر گئے، آج ان رسائل کو ثابت کر کے ان بزرگوں پر اتہامات قائم کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

کیا اعلیٰ حضرت نے چشتی رسول اللہ کلمہ والی کتاب کی تعریف کی؟

ایک الزام یہ بھی قائم کیا گیا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ تو فتاویٰ رضویہ میں ''سبع سنابل'' نامی کتاب کی بہت تعریف کرتے ہیں، حالانکہ اس میں بھی یہ کلمہ موجود ہے۔ اس کا جواب بھی یہی ہے کہ سبع سنابل میں بھی اس بات کو فوائد السالکین سے ہی نقل کیا گیا تو جب اصل ماخذ جہاں اس کلمے کا ذکر تھا یعنی ''فوائد السالکین''، اس کو ہی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے رد فرما دیا کہ یہ کوئی کتاب ہی نہیں جو خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے لکھی ہو۔ جب اعلیٰ حضرت اصل ماخذ کو ہی تسلیم نہیں کرتے تو ان سے نقل کردہ عبارات کو کیسے تسلیم کر سکتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ ایسی عبارات اور ایسے رسائل انگریز دور میں خاص مقصد کے لیے رائج کیے گئے تا کہ آئندہ دور میں ایک نئی نبوت کی راہ کو ہموار کیا جائے۔ لیکن الحمد اللہ اہل سنت کے مشائخ نے ان سب باتوں کا ادراک کرتے ہوئے بروقت ہی ان فتنوں کے آگے بند باندھ دیا تھا کہ اصلاً ایسی کسی کتاب کا وجود ہی نہیں، ہاں ایسے کلمے والی جو کتاب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے قریب کے زمانے میں معروف ہوئی جس کا نام ''تذکرہ غوثیہ'' اس میں مذکور شبلی رسول والے کلمہ کے حوالے سے جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس وقت یہی فتوی دیا کہ:

ایسی ناپاک بے دینی کتاب جس کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔ (فتوی رضویہ، جلد:15 صفحہ:280)

اس سے بڑھ کر ایسے کلموں کا رد کیا ہو سکتا ہے۔ بہر حال یہ کلمہ کس ہستی نے پڑھوایا ہے؟ اس پر مزید تحقیق کرنے سے اس بات کا جھوٹ اور الزام ہونا مزید واضح ہو جاتا ہے کیونکہ فوائد السالکین کے مطابق خواجہ اجمیر علیہ الرحمۃ نے یہ کلمہ پڑھا اور پھر سبع سنابل میں تو خواجہ صاحب خود راوی ہیں اور پڑھوانے والے کا نام شیخ یوسف لکھا جس کا صوفیاء کے مستند مصادر میں سے کسی مصدر میں کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا۔ اور پھر تذکرہ غوثیہ میں تو اس واقعہ کے حوالے سے شبلی نام آ گیا۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ سب نے واقعہ ایک ہی ذکر کیا مگر تینوں جگہ میں نام جدا جدا ہیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اہل سنت کی طرف یہ کلمہ والی روایت منسوب کرنا الزام کے سوا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ سچ کہتے ہیں:

دروغ گو را حافظہ نباشد۔۔۔۔ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے

خیر اہل سنت اس معاملے میں سرخرو ہیں اور خواجہ اجمیر کے دفاع میں قائم ہیں کہ ان پر عائد اتہامات کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ اللہ کے سچے ولی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اولیائے کرام کا مودب بنائے اور ان کے طریقے پر چلتے ہوئے دین وسنت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ

شعبان المعظم کے فضائل ومسائل

مولانا مفتی نور محمد ثانی جلالی متخصص فی الفقہ

شعبانُ المعظم اسلامی سال کا ''آٹھواں مہینا'' ہے جو رجبُ المرجّب اور رمضانُ المبارک کے درمیان میں ہے۔

شعبان المعظم کے نام کی حکمتیں: شعبان، شِعبٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں گھاٹی۔ چونکہ اس مہینے میں خیر و برکت کا عُمومی نُزول ہوتا ہے، اِس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینا خیر و برکت کا راستہ ہے۔(مکاشفۃ القلوب، 303)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنَّمَا سُمِّیَ شَعْبَانُ لِاَنَّہٗ یَنْشَعِبُ فِیْہِ خَیْرٌ کَثِیْرٌ لِلصَّائِمِ فِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّۃَ ،یعنی اس مہینے کو''شعبان'' اِس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں روزہ رکھنے والے کے لئے بہت سی بھلائیاں (شاخوں کی طرح) پھوٹتی ہیں، یہاں تک کہ وہ جنت میں جا پہنچتا ہے۔(التدوین فی اخبار قزوین، 1/153)

حضرتِ امام رافعی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ ماہِ شعبان میں مسلمان ذکر و اذکار، نیکیوں اور قرآنِ پاک کی تلاوت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور رمضانُ المبارک کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ اور شعبان المعظم میں رمضانُ المبارک کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا۔(حدائق الاولیاء، 2/592)

ماہِ شعبان میں استقبالِ رمضان کی تیاری: شعبان کا مہینا چونکہ رمضان سے پہلے آتا ہے لہٰذا جس طرح ماہِ رمضان میں روزے اور تلاوتِ قرآن کا حکم ہے اسی طرح ماہِ شعبان میں بھی اس کی بڑی اہمیت ہے کہ روزے رکھے جائیں اور تلاوتِ قرآن کی جائے تاکہ استقبالِ رمضان کی تیاری ہو جائے اور نفس کو عبادات کی عادت ہو جائے۔

شعبان المعظم میں کیا ہے؟ حضرتِ ابو معمر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ماہِ شعبان نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کی: اے میرے ربّ! تُو نے مجھے دو عظمت والے مہینوں (رجب اور رمضان المبارک) کے درمیان رکھا ہے تو تُو نے میری کیا فضیلت رکھی؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: میں نے تجھ میں قرآنِ پاک کی تلاوت رکھ دی۔(الامالی المطلقۃ، ص 125)

قارئین کرام: شعبانُ المعظم میں خوب نیکیاں کمائیں، خوب ذکر و اذکار، دُرودِ پاک اور تلاوتِ قرآنِ کریم کر کے اِس عظمت والے مہینے کی خُوب تعظیم کریں۔ اِس عظمت والے مہینے کی اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے بارے میں ہمارے پیارے آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا: شَھْرُ شَعْبَانَ شَھْرِیْ یعنی ماہِ شعبان میرا مہینا ہے۔(مسند الفردوس، 2/275، حدیث: 3276)

روزوں کی عادت: شعبانُ المعظم کے روزوں کی ایک حکمت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ شعبانُ المعظم کے روزوں سے رمضان کے روزوں کی مشق (پریکٹس) ہو جائے تاکہ رمضان کے روزوں میں مشقت اور تکلیف محسوس نہ ہو بلکہ تب تک بندے کو روزوں کی عادت ہو چکی ہو اور رمضان سے پہلے شعبان میں روزوں کی مٹھاس اور لذّت کا احساس ہو چکا ہو، لہٰذا جب ماہِ رمضان آئے تو بندہ چُستی کے ساتھ رمضان کے روزے رکھنے لگے۔
(لطائف المعارف ص 155)

حضرتِ اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سب سے اَفضل روزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: رمضان کی تعظیم کے لئے شعبان کے روزے۔(جامع ترمذی)

اُمُّ المؤمنین حضرتِ بی بی عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: رسول اکرم ﷺ کو ماہِ شعبان میں روزے رکھنا تمام مہینوں سے زیادہ پسندیدہ تھا کہ اِس میں روزے رکھا کرتے پھر اسے رَمَضان سے ملا دیتے۔
(ابوداود، 2/476، حدیث: 2431)

اُمُّ المؤمنین حضرتِ بی بی عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: کہ رسول اللہ ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے اور فرماتے: اپنی استطاعت کے مطابق عمل کرو کہ اللہ پاک اُس وقت تک اپنا فضل نہیں روکتا جب تک تم اُکتا نہ جاؤ۔
(بخاری، 1/648، حدیث: 1970 مختصرا)

شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ: حضرتِ علامہ شاہ فضلِ رسول بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جو شعبان المعظم کے روزے اِس لئے رکھے کہ حضور ﷺ کو پسند تھے، اُسے حضورِ پاک ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔
(المعتقد والمستند، ص 129)

حضورِ اکرم ﷺ کو شعبان کے روزے پسند ہونے کی وجہ: جنتی صحابی، حضرتِ اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ جس طرح شعبان کے روزے رکھتے ہیں

اس طرح کسی اور مہینے میں روزے نہیں رکھتے۔فرمایا: رجب اور رمضان کے بیچ میں یہ مہینا ہے، لوگ اِس سے غافل ہیں۔اس میں لوگوں کے اَعمال اللہ عزوجل کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اور مجھے یہ محبوب (یعنی پسند) ہے کہ میرا عمل اِس حال میں اُٹھایا جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔ (سنن نسائی،ص 387 حدیث:2354)

محترم قارئین کرام: ہمارے محبوب علیہ السلام کا یہ عمل یقیناً ہم غلاموں کی تعلیم کے لئے تھا جبھی تو فرمایا کہ " رجب اور رمضان کے بیچ میں یہ مہینا ہے، لوگ اِس سے غافل ہیں۔" لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم خوابِ غفلت سے بیدار ہوجائیں، نیکیوں میں اضافہ کریں اور آخرت کو بہتر بنانے کی فکر کریں نیز اس اچھی نیت سے ماہِ شعبان کے روزے رکھنے میں دلچسپی لیں کہ اس مہینے میں جب ہمارا اعمال نامہ ہمارے پیارے اللہ پاک کی بارگاہ میں پیش کیا جائے تو اے کاش! ہم بھی روزہ دار ہوں۔

شب برأت: شعبان المعظم کی پندرہویں رات یعنی شبِ براءت بڑی بابرکت رات ہے۔اس رات اللہ پاک کی خُوب رحمتوں، برکتوں کا نُزول ہوتا ہے۔اللہ پاک کی بارگاہ میں اِس رات خاص طور پر اپنی دُنیا و آخرت کی بھلائی کی دُعا مانگنی چاہیے کیونکہ اس رات دُعائیں قبول ہوتی ہیں، اللہ تعالی کے عظیم محبوب علیہ السلام نے پانچ راتوں کے بارے میں فرمایا کہ ان میں دُعا رَد نہیں کی جاتی جن میں سے ایک شعبان کی پندرہویں رات (یعنی شب براءت بھی) ہے۔ (جامع صغیر،ص 241،حدیث:3952 مختصرا)

فرشتوں کی عید: حضرت سیّدنا امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں: کہا گیا ہے کہ آسمان کے فرشتوں کے لئے دو راتیں عید اور خوشی کی ہیں جیسے دنیا میں مسلمانوں کے لئے دو عید کے دن ہیں، (1) پندرہ شعبان کی رات اور (2) لیلۃُ القدر۔

سال بھر کے گناہوں کا کفارہ: حضرتِ امام تقی الدین سبکی شافعی رحمہ اللہ تعالی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: یہ رات سال بھر کے گناہوں کا کفّارہ بنتی ہے، شبِ جمعہ پورے ہفتے کے گناہوں کا کفارہ اور لیلۃُ القدر عمر بھر کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے یعنی ان راتوں میں اللہ پاک کی عبادت کرنا اور یادِ الٰہی میں ساری رات جاگ کر گزار دینا گناہوں کے کفارہ کا سبب ہوتا ہے اسی لئے ان راتوں کو کفّارے کی رات بھی کہا جاتا ہے (مکاشفۃ القلوب،ص 303)

شبِ براءت میں قبرستان جانا: اللہ تعالی کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا اب زیارتِ قبور کیا کرو کہ بے شک یہ دُنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ، 2/252،حدیث:1571)

حضرت سیّدتُنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پندرہ شعبان کی رات جنتُ البقیع میں اس حال میں پایا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وٰالہ وسلّم مسلمان مَردوں، عورتوں اور شہیدوں کے لئے دعائے مغفرت فرما رہے تھے۔(شعب الایمان، 3/384،)

اے قارئین کرام! ہمیں چاہئے کہ رحمت ومغفرت والی اس مُبارک رات کو عبادت کرتے ہوئے ذکر و دُعا میں گزاریں، اپنی اور ساری اُمت کی مغفرت کی دُعا کے ساتھ ساتھ قبرستان جا کر اپنے مرحومین کے لئے بھی دُعائے مغفرت کریں۔

اپنے مرحومین کو بھی یاد رکھئے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب شبِ براءت آتی ہے تو (مومن) مُردے اپنی قبروں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پر کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں: ہم پر صدقہ کرکے رحم کرو اگرچہ روٹی کا ایک لقمہ ہی ہو، کیونکہ ہم اِس کے ضرورت مند ہیں۔اگر وہ (صدقہ کی ہوئی) کوئی چیز نہیں پاتے تو حسرت سے واپس لوٹ جاتے ہیں۔(فتاوی رضویہ، 14/694-الدرر الحسان فی البعث ونعیم الجنان،ص 33)

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: اس مہینے کی پندرھویں رات جسے شبِ براءت کہتے ہیں بہت مبارک رات ہے۔اس میں قبرستان جانا، وہاں فاتحہ پڑھنا سنّت ہے، اسی طرح بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضر ہونا بھی ثواب ہے اگر ہو سکے تو چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو روزے رکھے۔پندرھویں تاریخ کو حلوہ وغیرہ بُزرگانِ دین کی فاتحہ پڑھ کر صدقہ و خیرات کرے اور پندرھویں رات کو ساری رات جاگ کر نفل پڑھے اور اس رات کو ہر مسلمان ایک دوسرے سے اپنے قصور معاف کرالیں ،قرض وغیرہ ادا کریں کیونکہ بغض والے مسلمان کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔

مزید فرماتے ہیں: اگر تمام رات نہ جاگ سکے تو جس قدر ہو سکے عبادت کرے اور زیاراتِ قبور کرے۔اگر اس رات کو سات پتے بیری کے پانی میں جوش دے کر غسل کرے تو اِنْ شَآءَ اللہ! تمام سال جادو کے اثر سے محفوظ رہے گا۔ (اسلامی زندگی،ص 134)

مرکزِ صراطِ مُستقیم

شعبہ جات

ناظرہ، حفظ قرآن / تجوید وقرأت

درس نظامی (عالم کورس) / تخصص فی الفقہ والعقائد (مفتی کورس)

جامعہ کے طلبائے کرام کے لیے دل کھول کر عطیات دیں

زکوٰۃ | صدقات | چرمہائے قربانی | عطیات | ماہانہ فنڈ

ایک دن کا تعلیمی خرچ — تقریباً 85ہزار

ایک طالب علم کا ماہانہ خرچ — تقریباً 5000

الحمدللہ اس سال 2025 میں 113 علماء ومفتیانِ عظام فارغ التحصیل ہوئے

آپ مدد کر سکتے ہیں

چاول، آٹا، گھی، دالیں، سبزی، مصالحہ جات میں سے کوئی چیز اپنے ذمہ لے لیں۔

بجلی یا سوئی گیس کا ماہانہ بل ادا کر دیا کریں۔

ایک یا ایک سے زائد دنوں کی آمدنی مرکز کے لیے وقف کر دیں۔

جامعہ کے لائبریری کے لیے کتابیں مہیا کر دیں۔

(نوٹ: ڈونیشن کی رسید ضرور حاصل کریں)

For Contact:
0327-2021111
042-37172777

markazsiratemustaqeem@gmail.com

مرکزِ صراطِ مُستقیم جلالی سٹریٹ تاج باغ فیز III لاہور

ادارہ صراطِ مُستقیم پاکستان

تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ زندہ باد — تاجدارِ ختمِ معصومیت زندہ باد

بفیضانِ نظر
حضرت پیر سید محمد جلال الدین شاہ صاحب نقشبندی قادری قدس سرہ العزیز

ایصالِ ثواب
سید محمد مظہر قیوم مشہدی رحمۃ اللہ علیہ

ایصالِ ثواب
مرجعِ تعلیم و تربیت الحاج صوفی سرور علام گوندل جلالی رحمۃ اللہ علیہ

آل و اصحابِ رسول ﷺ کانفرنس

ان شاء اللہ
23 فروری 2025 بروز اتوار صبح 9 بجے

بمقام چوک حافظ الحدیث محلہ عقلانہ بھکھی شریف منڈی بہاؤالدین

ایصالِ ثواب
اُم کنز العلماء محسنۂ اہلِ سنت والدہ محترمہ مرحومہ قدس سرہا

ایصالِ ثواب
مناظر کبیر شاہکارِ جلالیت حضرت مفتی محمد عابد جلالی صاحب قدس سرہ العزیز
بانی مرکز العابد اہل سنت جھبیکا شریف لاہور

ایصالِ ثواب
محافظِ ناموسِ صحابہ و اہل بیت الحاج محمد احسن گوندل جلالی صاحب قدس سرہ العزیز
بانی جلالی فورس

جگر گوشہ مناظر کبیر حافظ محمد کعب الاسلام جلالی

زیرِ نگرانی
مفتی محمد رضا المصطفےٰ جلالی
مفتی محمد حذیفہ جلالی
علامہ محمد اسامہ جلالی
علامہ محمد طلحہ جلالی

مقالہ و خطاب
چیئرمین تحریکِ لبیک یا رسول اللہ ﷺ
مفکرِ اسلام کنز العلماء بحر العلوم
مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی حفظہ اللہ تعالیٰ
بانی: تحریکِ صراطِ مستقیم پاکستان
PhD Punjab University
فاضل جامعہ محمدیہ نوریہ رضویہ بھکھی شریف، فاضل بغداد شریف عراق
پرنسپل جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام داروغہ والا لاہور، مہتمم مرکزِ صراطِ مستقیم تاج باغ لاہور

AL-GHALIBOON الغالبون TSM SECURITY

زیرِ انتظام
حافظ محمد عمار جلالی، محمد سفیر عباس جلالی، محمد ساریہ جلالی، محمد ربیعہ جلالی، محمد وہب الاسلام جلالی، محمد عبد الجبار جلالی
الداعی الی الخیر: محمد عبد اللہ سرور جلالی، محمد عبد الرحمٰن سرور جلالی

خصوصی معاونت
تحریکِ لبیک یا رسول اللہ ﷺ، تحریکِ صراطِ مستقیم پاکستان، جلالیہ علماء کونسل پاکستان